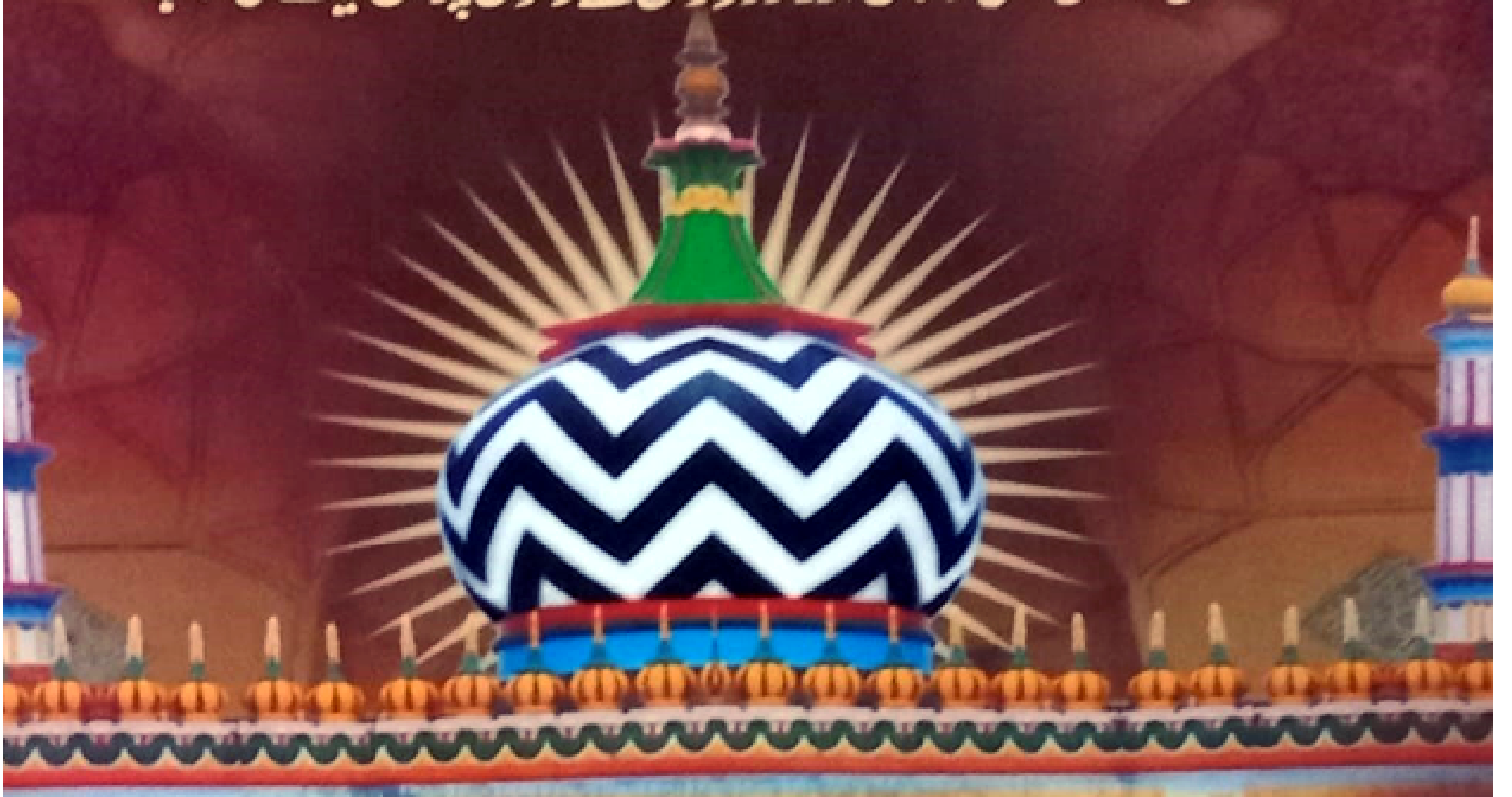
تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی ازہری، بریلوی
کے فضل و کمال، حسن و جمال اور جود و نوال کے گوشوں پر مشتمل ایک مثالی کتاب



علامہ ازہری
حیات و شخصیت

از: مفتی محمد عابد حسین مصباحی نوری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یورپ وایشیاء، امریکہ وافریقہ کے مسلم الثبوت عالم ربانی پیر کامل وقار اہل سنت تاج الشریعہ قاضی القضاۃ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی ازہری بریلوی کے فضل و کمال، حسن و جمال اور جود و نوال کے گوشوں پر مشتمل ایک مثالی کتاب

علامہ ازہری
حیات و شخصیت

از
محمد عابد حسین قادری رضوی نوری مصباحی
مفتی و شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم دھتکیڈیہہ جمشید پور (جھارکھنڈ)

تقدیم
حضرت مفتی یونس رضا مونس اویسی، بریلی شریف

ناشر
المجمع القادری فیض العلوم دھتکیڈیہہ جمشید پور (جھارکھنڈ)

نام کتاب : ''علامہ ازہری حیات وشخصیت''
مؤلف : محمد عابد حسین قادری برکاتی نوری مصباحی
تقدیم : حضرت مولانا مفتی یونس رضا مونس اویسی
پروف ریڈنگ : مولوی محمد ارشاد، دورۂ حدیث
کمپوزنگ : محمد معراج الحق رضوی فیضی
سن اشاعت : ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء
صفحات : ۹۶
قیمت : ۴۰
ناشر : المجمع القادری مدرسہ فیض العلوم دھتکیڈیہہ جمشید پور جھارکھنڈ (انڈیا) 831001
فون : 0657-2228277, 9835553380

ملنے کے پتے

(۱) مولانا حافظ افضل حسین مصباحی۔ مقام و پوسٹ لوکہا، ضلع مدھوبنی (بہار)
(۲) المجمع القادری فیض العلوم دھتکیڈیہہ جمشید پور، جھارکھنڈ (انڈیا)
(۳) قاری بک سنٹر مین روڈ دھتکیڈیہہ جمشید پور
(۴) غلام جیلانی صاحب مکتبہ جام نور آزادنگر روڈ نمبر۲ مانگو، جمشید پور
(۵) المجمع الاسلامی ملت نگر مبارکپور اعظم گڑھ ۲۷۶۴۰۴

فہرست

تقدیم

ازقلم: ادیب شہیر مولانا مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی صاحب
استاذ و مفتی جامعۃ الرضا بریلی شریف و ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران بریلی شریف

روز اول سے عادت الٰہی جاری ہے جو اس دنیائے رنگ و بو میں کچھ ایسی شخصیتیں باقی رکھتی ہے جس سے نظام عالم میں قوام رہتا ہے۔ جب ایسی ہستیوں کا وجود ناپید ہوگا تو قیامت سینہ تانے حاضر ہوگی اور ہر طرف فنا کا فلسفہ آب و تاب کے ساتھ چمکے، دمکے گا۔ بلاشبہ قرناً بعد قرن آج سیدی وسندی، استادی و مولائی، فاتح عرب و عجم، قاضی القضاۃ فی الہند، فقیہ اسلام، سلطان الفقہاء، راس العلما، امام الاصفیاء، سند الاولیا، رئیس الاتقیا، بدر الطریقہ، عارف المعرفہ والحقیقہ، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری متعنا اللہ بطول حیاتہ کی ذات گرامی اس بلند رتبہ شخصیتوں میں ہے جنہیں اللہ تعالی اپنے خاص بندوں میں منتخب فرما کر عالم کا نظام قائم رکھتا ہے۔ جس کا مرتبہ اتنا بلند ہو، جس کی ذات اللہ عزوجل کے یہاں امور خیر کے صدور کے لئے منتخب ہو۔ جس کا لمحہ لمحہ ہدایت کا پتہ دیتی ہو جس کا وجود حقانیت کی پہچان ہو، جس سے اسلام کی چمک دمک ہو، اس ذات والا شان کی شخصیت اور

اس کی عبقری حیثیت کو کیا لکھنا، کیا بولنا۔جس طرح سورج اپنی روشنی کا تعارف کرانے میں کسی کا محتاج نہیں۔اسی طرح حضرت والا کی شان ہے کہ ان کی خدمات عالیہ نے انہیں ایسا سورج بنا دیا کہ وہ اب کسی بھی میدان میں تعارف کے احاطہ سے بالاتر ہیں۔پھر بھی ہم کوتاہ فہم وعقل غلاموں کا دل کیسے مانے، ہم اپنی نسبت بتانے کے لئے حضرت والا کی رفیع الشان عز وجاہ کی منقبت لکھتے، گاتے، سنتے، سناتے ہیں۔تاکہ اس دربار عالی کے منگتوں میں ہمارا شمار ہو اور بس۔اسی کڑی کی ایک جھلک زیر نظر رسالہ ''علامہ ازہری، حیات وشخصیت'' ہے۔جسے وقت کے جید عالم وفاضل، قاضی ومفتی، مدرس ومحرر، مقرر وناصح حضرت علامہ مولانا صوفی باصفا محمد عابد حسین نوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث فیض العلوم، جمشید پور، قاضی ادارۂ شرعیہ جھارکھنڈ نے تحریر کیا ہے۔ رسالہ پڑھا، ماشاءاللہ خوب ہے بلکہ کوثر وتسنیم سے دھلا خوشتر اور خوبتر ہے۔دراصل فاضل موصوف کی یہ کوئی باقاعدہ کتاب نہیں بلکہ یہ مختصر مضمون ہے جسے انہوں نے بعجلت ''تجلیات تاج الشریعہ نمبر'' کے لئے قلمبند کیا تھا۔تحریر کی افادیت کے پیش نظر کچھ محبین کے اصرار پر کتابی شکل دے کر شائع کر رہے ہیں۔مجھے امید اور پوری امید ہے کہ فاضل موصوف کے علم میں جو گہرائی وگیرائی ہے اگر باضابطہ اس موضوع پر لکھیں گے تو کئی جلدیں لکھ

دیں گے۔ اللہ عز وجل فاضل گرامی کو اس توفیق اور اسباب مہیا فرمائے تا کہ ان کے نوک قلم سے نکلی ہوئی تحریر ہم چھوٹوں کے لئے مشعل راہ بنے۔

فاضل گرامی ہندوستان کی عظیم الشان درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ مشاہیر علما موصوف کے اساتذہ حضرت بحر العلوم، حضرت محدث کبیر اور علامہ عبد الشکور وغیرہم ہیں۔ باطنی اور روحانی نسبت آپ نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مجدد بن مجدد، جبل استقامت، کنز کرامت، ہم شبیہ غوث اعظم، مفتی اعظم عالم اسلام حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا نوری قدس سرہ العزیز سے جوڑی جو وقت کے غوث اور مشائخ کے سردار، مادر زاد ولی اور دنیا میں ''مفتی اعظم'' سے مشہور و معروف ہیں۔ حضرت والا تبار سے میرا غائبانہ تعارف، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، ہمدردِ قوم وملت حضرت علامہ مفتی محمد بشیر القادری مدظلہ العالی بانی ومفتی دار العلوم کنز الایمان ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسین نگر، اسری بازار، گریڈیہہ کے ذریعہ ہوا۔ جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو اس سے کہیں بلند پایا جتنا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ان کی بابت فرمایا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ فاضل گرامی کی ذات ایسی ہے جو سلسلہ رضویہ کا شیخ

بنے اور انہوں نے مجھ سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ سے خلافت دلانے کے لئے بھی کہا۔ چوں کہ فقیر سیدی و استاذی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی خدمت اقدس کا تقریباً ۱۱؍سال سے حاضر باش ہے۔ فقیر نے عرض کیا ٹھیک ہے جب وہ ایسے ہیں تو شیخ کامل حضور تاج الشریعہ مدظلہ ضرور اجازت و خلافت سے نوازیں گے۔ دو سال بیشتر عرس رضوی کا پُر بہار موقع تھا۔ ازہری گیسٹ ہاؤس میں ۲۳؍صفر المظفر ۲۹ھ کو سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ اور حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا قل شریف تھا۔ اسی اسٹیج پر حضرت فاضل گرامی سے ملاقات ہوگئی۔ فقیر نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے عرض کیا۔ حضور! مفتی عابد حسین صاحب فیض العلوم، جمشید پور سے آئے ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب آگے بڑھے اور قدم بوسی کی۔ پھر میں نے عرض کیا حضور حضرت مفتی صاحب سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے بیعت ہیں۔ انہیں خلافت عنایت فرمادی جائے فوراً سرکار حضور تاج الشریعہ نے آپ کو مخاطب کیا اور خلافت عطا فرمادی۔ اور اس طرح حضرت فاضل گرامی سلسلہ رضویہ کے شیخ بن گئے۔ موصوف عالم باعمل اور سراپا تصوف ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ذات سے سلسلۂ رضویہ کا فروغ دے اور موصوف سے مزید اسلام وسنیت کا کام لے۔ (آمین)

حضرت نے امسال شعبان ۱۴۳۰ھ کی کسی تاریخ میں دستخط فرما کرانہیں سند بھی عطا فرمادی۔ جس وقت میں نے سند پر دستخط کے لئے عرض کیا تو فرمایا۔ یہ کس کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا۔ مفتی عابد حسین کے لئے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہی مفتی عابد حسین جو مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور میں شیخ الحدیث ہیں؟ میں نے کہا ہاں تو فرمایا ہاں مجھے یاد ہے کہ عرس کے موقع سے میں نے انہیں خلافت دی ہے یہ فرما کر سند پر دستخط فرمادیا اور سپرد کردیا۔

استاذی حضور تاج الشریعہ کی عبقری شخصیت آفتاب نیم روز ہے۔ آپ کی دینی خدمات عالیہ بیان سے باہر ہے۔ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کو دنیا کی مشہور و معروف یونیورسٹی جامعۃ الازہر قاہرہ، مصر نے دینی خدمات کے صلے میں ایوارڈ پیش کیا۔ اور اس سلسلہ میں تقریب منعقد کی اور کافی سراہا۔

تقریباً ۶۰ رملکوں میں آپ کے مریدین و متوسلین کا حلقہ ہے اور اکثر و بیشتر علمی طبقہ وابستہ ہے۔ بیرون ہند بالخصوص گلف کنٹریز کے ہزاروں علماء و مشائخ سلسلہ میں بیعت اور آپ سے خلافت لے چکے ہیں۔ اور اس وابستگی پر فخر کرتے ہیں۔ شمول الاسلام اور اھلاک الوھابیین وغیرہ مطبوعات پر ان کی تقریظیں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

ہندو پاک و بنگلہ دیش و نیپال کے اکثر مدارس، مکاتب، تنظیمیں، اکیڈمیاں، جماعتیں، ٹرسٹ، سوسائٹیاں، انجمنیں، کمیٹیاں آپ کی سرپرستی میں چل رہی ہیں۔

آپ متعدد علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔آپ بلا شبہ ایک عظیم انسان ہیں جس میں ہر حیثیت سے انسانیت ہے، حسن و جمال ہے، فضل وکمال ہے اور جود ونوال ہے، اس لئے آپ کی ذات عبقری ذات اور مرکزیت کی حامل ہے۔آپ کی عبقری شخصیت کو ہر خوبی کی مرکزیت حاصل ہے۔مولیٰ تعالیٰ آپ کا سایۂ عاطفت تا دیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمین۔

محمد یونس رضا مونس اویسی

خادم افتاوتدریس جامعہ الرضا

اور ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

۵ دسمبر ۲۰۰۹ء

حسب فرمائش

۱. جناب محمد مظفر علی صاحب

ملت نگر، ہل ویو، ایریا، مہتو پاڑہ روڈ، جگسلائی، جمشید پور

۲. جناب حافظ و مولٰینا معراج صاحب فیضی

خطیب وامام مسجد معراج، جگسلائی، جمشید پور، جھارکھنڈ

۳. جناب عبد المنان صاحب رضوی

جوڑاپوکھر، دھنباد

یااللہ! تو اپنے سارے نبیوں اور ولیوں کے طفیل ان مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور جملہ پسماندگان کو دنیا و آخرت میں سرخروئی عطا فرما۔ آمین

☆☆☆

۱. جناب ابوالخیر مرحوم (والد گرامی جناب محمد مظفر علی صاحب)

۲. محمد اکبر علی مرحوم ولد محمد مظفر علی صاحب

۳. محمد زبیر مرحوم ولد ابوالخیر مرحوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

ان تمام محسنوں کے نام جن کے دم قدم سے ہادی انس وجن سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حنیف کو تقویت ملی اور مل رہی ہے۔ خصوصاً

۱) امام الائمہ، کاشف الغمہ ، سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ
۲) پیران پیر، روشن ضمیر، دستگیر سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
۳) خواجۂ خواجگاں معین الحق والدین سیدنا حسن سنجری ثم اجمیری رضی اللہ عنہ
۴) حامی سنت قاطع بدعت امام اہلسنت سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ
۵) تاج العلما حضرت سید محمد میاں برکاتی مارہروی قدس سرہ
۶) ماحیٔ بدعت حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولٰینا حامد رضا خاں قدس سرہ
۷) تاجدار اہلسنت سیدی مفتیٔ اعظم مصطفےٰ رضا خان نوری
۸) عاشق رسول حضرت علامہ مولٰینا ابراھیم رضا جیلانی میاں علیہ الرحمہ
۹) مظہر حسن وحسین احسن العلماء حضرت مولٰینا سیدنا حیدر حسن مارہروی علیہ الرحمہ
۱۰) استاذ الاساتذہ حضرت مولٰینا قمر الدین صاحب دامت برکاتۃ العالیہ گھوسی
۱۱) استاذ الاساتذہ ماہر حدیث حضرت علامہ مولٰینا عبدالشکور صاحب، مبارکپور
۱۲) استاذ الاساتذہ مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولٰینا عبدالمنان کلیمی، مرادآباد
۱۳) استاذ الاساتذہ ادیب شہیر حضرت مولٰینا محمد عاصم اعظمی صاحب، گھوسی
۱۴) استاذ الاساتذہ حضرت مولٰینا الحاج محمد یونس رضوی حامدی مرحوم مدھوبنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم، مفتی بے بدل قاضی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج اختر رضا خان قادری ازہری اپنے ذاتی محاسن، نسبی کمالات اور خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر آج عالم اسلام کیلئے مرجع خلائق، منبع علم و حکمت اور معیار سنیت جانے جاتے ہیں۔ صرف مریدین و متوسلین کیلئے ہی پیر کامل نہیں بلکہ علم و عمل، زہد و تقویٰ، حزم و ورع اور خدمات دین اسلام کی بنیاد پر پورے عالم اسلام کے رہبر اعظم اور رہنمائے کامل مانے جاتے ہیں۔

آپ کی خدمات دینیہ کا دائرہ اپنی وسعت کے لحاظ سے پورے عالم اسلام و سنیت کو محیط ہے۔ آپ فصیح عربی زبان کے علاوہ شستہ اردو، فارسی اور انگریزی زبان میں بھی ملکہ و عبور رکھتے ہیں، اسی لئے آپ چاروں زبانوں میں قال اللہ و قال الرسول کے پیغامات اور پند و موعظت کے نغمات نشر کرتے رہتے ہیں۔ بے شمار تصنیفات و تالیفات کے علاوہ آپ کے تراجم بھی علم و حکمت کے عظیم شہ پاروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ عربی سے اردو ترجمہ المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند کا، اردو سے عربی ''تیسر الماعون للسکن فی الطاعون'' وغیرہما کا اور اردو سے عربی ''الھادی الکاف فی حکم الضعاف'' کا ان نادر تراجم سے پژمردہ قلوب کو سرمایۂ حیات اور فرسودہ فکر و ذہن کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ اسلوب تحریر میں امتیازی شان کے مالک ہیں، جس کے سبب آپ کی نگارشات خواہ فتاویٰ کی شکل میں ہوں یا کتابوں کی صورت میں عوام و خواص میں بے حد مقبول ہیں اور بڑے وثوق و اعتماد اور دلجمعی کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ دلجمعی کا سبب یہ ہے کہ آپ کی تحریرات دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ سے مزین ہوتی

ہیں۔ جزئیات فقہیہ پر آپ کی وسعت فکر کے پیش نظر آپ کا فتویٰ اختلاف کی صورت میں حرف آخر مانا جاتا ہے۔ قدرت نے آپ کی شخصیت کو ایسا پر وقار، دل آویز اور پر کشش بنایا ہے کہ لوگوں کے دل آپ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں، جودتِ طبع، جولانیتِ فکر، علمی استحضار اور فنی صلاحیتوں میں اپنی مثال آپ ہیں۔ علم تفسیر، فن حدیث، تفقہ فی الدین اور جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں اس وقت پورے ہندو پاک میں آپ کا ثانی نظر نہیں آتا۔ آپ کے فضائل وکمالات دیکھنے کے بعد یہ آیت کریمہ وردزبان ہو جاتی ہے ''ذلك فضل الله يو تيه من يشاء''۔

آپ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی، سیدنا امام احمد رضا اور سیدنا مفتی اعظم ہند کے فیوض وبرکات سے اسقدر سرشار ہیں کہ بیرون ممالک کے علماء بھی آپ کی قد آور شخصیت کے قدرداں ہیں، حال ہی میں جامعہ ازہر کے شیخ الشیوخ علامہ مولیٰنا سید محمد طنطاوی مدظلہ العالی نے آپ کی علمی تحقیقات، معنوی کمالات اور وجاہت خداداد سے حد درجہ متاثر ہو کر آپ کو ''فخر ازہر ایوارڈ'' دیکر آپ کی عظمت وکمال کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ یقیناً اس ایوارڈ سے علامہ ازہری کا قد اونچا کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ آپ کی شخصیت خود اتنی عظیم اور قد آور ہے کہ آپ کے سامنے بہت سے قد آور بونے نظر آتے ہیں۔ البتہ شیخ ازہر نے اپنی وسعت ظرف اور حق پذیری کا مظاہرہ کر کے اپنا اور اپنے جامعہ کا قد ضرور اونچا کر لیا ہے۔

عشق ومحبت سے سرشار ہو کر غوث ورضا کی منقبت، رسول اکرم کی نعت ومدحت اور بارگاہ صمدیت میں پیش کردہ تمجید وتحمید کے اشعار سے خوب ظاہر ہے کہ آپ ایک عظیم محبّ خدا، عاشق رسول شیدائے غوث اعظم اور فدائے اولیاء کرام ہیں۔ فن شاعری میں آپ کے مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش'' میں آپ کے اسی عشق ومحبت اور جذبات دروں کا بے ساختہ اظہار ہے۔ فضل الٰہی اور عنایت رسول عز و

جل و ﷺ سے عشق و سرمستی کے ساتھ ساتھ آپ کو خوش الحانی کی نعمت و دولت بھی بخشی گئی ہے۔ عالم تنہائی ہو کہ احباب کی نجی مجلس، محفل میلاد پاک ہو کہ عظیم کانفرنس، جہاں کہیں آپ اپنی لکھی ہوئی عربی نعت کی ترنم کے ساتھ نغمہ سرائی کرتے ہیں تو غیر عربی داں بھی وجد و کیف کے ساغر میں ڈوب جاتے ہیں اور جب بیرون ملک علمائے عرب کے سامنے گنگناتے ہیں تو وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور داد و تحسین کی صدائے مسلسل سے فضائے بسیط میں ایک سماں باندھ دیتے ہیں۔ شعر وسخن کے ان تینوں اوصاف پر آپ نے خوب طبع آزمائی فرمائی ہے۔ ایک کلام میری نظر سے ایسا بھی گزرا جو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر مشتمل ہے، یہ سہ لسانی ادب کا بہترین شاہکار ہے۔

اشاعت اسلام وسنیت میں جہاں آپ نے کتب و رسائل سے کام لیا ہے وہیں دعوت و تبلیغ اور بیعت و ارشاد کے ذریعہ بھی قلوب انسانی کو جلا بخشا ہے۔ تعجب ہے کہ اس دور حرص و ہوس میں کچھ لوگ بالجبر اپنے سلسلے میں داخل کرتے ہیں اور زبردستی کلاہ پوشی کرتے ہیں۔ مگر تاج الشریعہ وہ مظہر مفتی اعظم ہیں کہ قلوب ازخود ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ اذہان وعقول عاشق دلگیر کی طرح کھینچے چلے آتے ہیں اور بغیر کسی خارجی تحریک کے آپکے دامن کرم سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ بدمذہب ہوں تو تائب ہو کر مذہب ومسلک اہلسنت سے اور خوش عقیدہ ہوں تو پابندی احکام شریعت سے آراستہ و پیراستہ ہو جاتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف اگرچہ تاجدار اہل سنت محی الدین مفتی اعظم ہند کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہے۔ مگر آپ کا بھی فیض یافتہ اور عقیدت مند ہے بلکہ بریلی، مارہرہ، کالپی، کچھوچھہ جہاں کہیں بھی عاشقان مصطفےٰ اور شہزادگان رسول اکرم آرام فرما ہیں ان کے ہر فرد سے محبت اور قلبی لگاؤ رکھتا ہے۔ جذبات عقیدت اور احساسات محبت کے اسی حوالے سے بارگاہ ازہری میں خراج عقیدت کے یہ چند سطور معرض تحریر میں آ گئے۔

ع ”گر قبول افتدز ہے عز وشرف“۔

یہ کتاب اصل میں اس مقالے کی تفصیل وتبسیط ہے جو تجلیات تاج الشریعہ مطبوعہ کلکتہ میں طباعت کیلئے لکھا گیا تھا۔ بحمدہ تعالیٰ اس میں مطبوع ہو کر منظر عام پر وہ آیا بھی اور میرے رسول علیہ الصلوۃ والسلام اور پیران عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیوض سے قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور سراہا بھی گیا۔ فللّٰہ الحمد۔ اب کتابی شکل میں کچھ حذف واضافہ کے ساتھ محبّ گرامی حضرت مولانا نصیر احمد قادری دامت برکاتہم، محبّ محترم حافظ وقاری عبد الجلیل صاحب ویشالوی عزیزم مولینا حافظ معراج صاحب خطیب وامام مسجد معراج جکسلائی اور مخیّر قوم جناب محمد مظفر علی جکسلائی اور جناب عبد المنان صاحب جموئی کی فرمائشوں سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ کے رحم وکرم سے امید قوی ہے کہ اور تالیفات کی طرح یہ کتاب بھی قبولیت عامہ حاصل کرے گی۔ البتہ قارئین کتاب سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں خامی دیکھیں نشاندہی کریں کیونکہ ایک طرف فقیر کی بے بضاعتی ہے تو دوسری طرف کمپیوٹر مشین یا اسکے چلانے والے کی کوتاہی ضرور شامل رہتی ہے۔ راقم الحروف کی سابقہ تصنیف ”مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا“ میں کچھ میری اور کچھ کمپوزر صاحب کی وجہ سے خامیاں رہ گئی ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبوب ومقبول اکمل الکاملین رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کو مراتب عالیہ اور ترقی درجات سے مزید سرفراز فرمائے۔ ان کے برکات وفیضان کو عام سے عام تر کرے، تا دیران کا سایۂ کرم عالم سنیت پر قائم رکھے۔ بالخصوص خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ مارہرہ وکالپی پر نوازشات کی بارش نازل کرے اور حدیث رسول ”المرء مع من احب“ کے مطابق اس فقیر نوری کا حشر بھی ان نفوس قدسیہ کے ساتھ ہی کرے۔

آمین ثم آمین۔۔۔۔۔ بعض احباب کی کرم فرمائی سے بعض مضامین کی ترتیب میں تکاسلی ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ بعد میں اس کا تدارک ہو جائیگا۔

محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی، ۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ، ۴ جون ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاتِ حضور تاج الشریعہ ایک نظر میں

۱) آپ کی ولادت با سعادت ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۳ر نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل، رضا نگر، محلّہ سوداگران، بریلی شریف میں ہوئی

۲) حسب ونسب : تاج الشریعہ محمد اختر رضا خاں ابن مفسر اعظم محمد ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں بن حجۃ الاسلام حامد رضا خاں بن امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی۔

۳) رسم بسم اللہ خوانی: چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند نے بڑے اہتمام کے ساتھ رسم بسم اللہ خوانی کا پروگرام رکھا جس میں دار العلوم منظر اسلام کے جمیع اساتذہ وطلبہ کی پر تکلف دعوت کی۔ تاجدار اہلسنت شبیہہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسم ''بسم اللہ خوانی'' ادا فرمائی۔

۴) آپ نے قرآن پاک ناظرہ اپنی مشفقہ والدہ مرحومہ سے گھر ہی میں پڑھا۔ ابتدائی علوم جہاں آپ نے اپنے والد گرامی مفسر اعظم ہند اور جد امجد مفتی اعظم ہند سے حاصل کئے وہیں وقت کے باصلاحیت اور نامور علمائے کرام سے بھی۔ حضرت مفسر اعظم نے دار العلوم منظر اسلام میں بھی داخلہ کرا دیا تھا جہاں آپ نے کتب متداولہ کی تعلیم حاصل کر کے فراغت لی۔

۵) منظر اسلام سے فراغت کے بعد آپ نے ۱۹۶۳ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے اور وہاں ''کلیۃ اصول الدین'' میں داخلہ لے کر تین سال تک حدیث، اصول حدیث، فقہہ اور زبان عربی میں کمال حاصل کیا۔ ۱۹۶۶ء میں وہاں سے سند فراغت لے کر ہندوستان واپس ہوئے اور دار العلوم منظر اسلام میں تدریس کے کام پر مامور ہوئے پھر فتاوی نویسی اور تصنیف و تالیف میں حصہ لیا۔

٦) آپ جس دوران جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم تھے اسی دوران ۱۹۶۵ء میں آپ کے والد گرامی حضور مفسر اعظم ہند کا وصال پر ملال ہو گیا۔ اس وقت آپ کے حوالے سے انہوں نے بڑے قیمتی الفاظ کہے تھے جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ فرمایا:

''میں ابھی اختر شماری کر رہا ہوں مگر بحمدہ تعالیٰ اختر شناس ہوں، میرا اختر ابھی ازہر میں نور بیزی کر رہا ہے لیکن وہ دن قریب ہے کہ وہ آسمان علم و فضل پر چمکے گا، اپنے اس سے روشنی پائیں گے، شیاطین و بد خواہ اس سے دور بھاگیں گے، مگر وہ برق خاطف کی طرح ان کا پیچھا کریگا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک''

(حیات مفسر اعظم ص ۲۵۵)

۷) جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد تاج الشریعہ نے ۱۹۶۷ء

میں فتاویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور تقریباً ۴۳ سال سے مسلسل افتاء کی عظیم ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے فتاویٰ پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔

۸) حضور تاج الشریعہ کو بیعت وارادت کا شرف حضور مفتی اعظم سے حاصل ہے۔ جب آپ کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی تو حضور مفتی اعظم ہند نے میلاد شریف کی ایک محفل میں آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کو یہ خلافت ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۳۸۱ھ کو عطا ہوئی۔ (مقدمہ ترجمۂ المعتقد المنتقد ص ۸۴)

۹) آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند نے قبل فراغت ہی آپ کو اپنا جانشیں بنا دیا تھا اور ایک تحریر بھی قلم بند فرما دی تھی۔ (مقدمہ ترجمۂ المعتقد المنتقد از مولانا قاضی شہید صاحب)

۱۰) حضور تاج الشریعہ کو حضرت مولانا سید العلماء، حضور احسن العلماء اور حضور علامہ برہان ملت قدست اسراہم سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت حاصل ہے۔

۱۱) پہلا حج وزیارت: ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء

دوسرا: ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء

تیسرا: ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء

چوتھا: ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء

اس کے علاوہ تقریباً ہر سال رمضان المبارک میں عمرہ و زیارت سے شرف یاب ہوتے رہتے ہیں۔امسال رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء میں بھی تشریف لے گئے۔

جب آپ تیسری مرتبہ حج و زیارت کے لئے گئے تو نجدی حکومت نے ظالمانہ طور پر آپ کو گرفتار کرلیا۔لیکن مختلف مما لک سے صدائے احتجاج بلند ہونے پر حکومت سعودیہ رہا کرنے پر مجبور ہوگئی۔

۱۲) آپ کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ہندوستان ، پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ریاض، جدہ، انگلینڈ، لنکا، ماریشس ،عراق، ترکی، ایران، لبنان، بیروت، ہالینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، دبئ، مصر وغیرہ مما لک میں پھیلے ہوئے ہیں۔جن میں علماء، مشائخ، شعراء، مصنفین، محققین، انجنیئرس، پروفیسرس، ڈاکٹرس جیسے قوم وملت کے جیالے ہیں۔خاص بات یہ ہے کہ آپ سے مرید ہونے اور آپ سے نسبت حاصل کرنے میں فرحت و انبساط محسوس کرتے ہیں۔

۱۳) آپ کو غوثِ زمن حضور مفتی اعظم ہند کی صحبت میں کافی دن تک رہنے کا موقع فراہم ہوا۔جس کے سبب ان کے فیوض و برکات سے حظ وافر ملا۔حضور کے دور ہی میں فتویٰ نویسی کا کام شروع کیا اور آج تک جاری ہے۔آپ کا قائم کردہ ''مرکزی دارالافتا بریلی شریف'' آپ کے

ذوقِ فتاوی نویسی اور جذبۂ خدمات دینی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جہاں سے ہزاروں ہزار فتاویٰ جاری ہوئے اور انشاء اللہ عرصۂ دراز تک جاری ہوتے رہیں گے۔

حضور تاج الشریعہ کی تصنیفات ایک نظر میں

۱.	مرأة النجديه بجواب البريلويه	عربی
۲.	تحقيق ان ابا ابراهيم تارخ لا آزر	عربی
۳.	الحق المبين	عربی،اردو
۴.	الصحابة نجوم الاهتداء	
۵.	حاشيه على صحيح البخارى	
۶.	دفاع كنز الايمان	دوحصے
۷.	ازهر الفتاوىٰ	۵جلدوں میں
۸.	**ازہرالفتاویٰ انگریزی میں**	**دوحصوں میں**

۹. رساله سد المشارع على من يقول ان الدين يستغنى عن الشارع

۱۰. صيانة القبور

۱۱. **ٹی.وی ویڈیو کا شرعی آپریشن**

۱۲. تعريب "عطايا القدير فى حكم التصوير"

۱۳. تعريب " شمول الاسلام لا صول الرسول الكرام"

۱۴. تعريب " الامن و العلىٰ لناعتى المصطفےٰ بدافع البلاء"

۱۵. تعریب " قوارع القهار على المجسمة الفجار"

۱۶. ''تعریب الهادی الکاف فی حکم الضعاف"

۱۷. ہجرت رسول

۱۸. شرح حدیث نیت

۱۹. تین طلاقوں کا شرعی حکم

۲۰. ٹائی کا مسئلہ

۲۱. تعریب: فضیلت صدیق اکبر

۲۲. آثار قیامت

۲۳. سنو چپ رہو

۲۴. جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۵. سفینۂ بخشش (نعتیہ دیوان)

۲۶. ترجمۂ ''المعتقد المنتقد و المستند المعتمد''

۲۷. فضیلت نسب

۲۸. تعریب: ''فقہ شہنشاہ''

۲۹. تعریب: "تیسر الماعون للسکن فی الطاعون"

۳۰. تعریب "اهلاك الوهابيين"

۳۱. ترجمۂ الزلال الانقیٰ من بحر سبقة الاتقیٰ

حضور تاج الشریعہ

اپنے فضل وکمال کے آئینے میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ۔

گورا مکھڑا جلوے جس پر آ آ کر پھر جاتے ہیں
آؤ تم کو بھی صورت ہم ایسی ایک دکھاتے ہیں

بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں تم آسمان والوں کے درمیان اعلان کر دو کہ سب اس سے محبت کریں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں میں اعلان فرما دیتے ہیں۔ بعد اعلان آسمان والے اس بندے کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے زمین والوں میں اعلان کردو کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، اب زمین والے بھی اس بندے کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم وخزائن العرفان)

پھر وہ بندہ ہر دل کی دھڑکن اور ہر نظر کا محبوب بن جاتا ہے۔ سارے جن وانس اور ملائکہ کے قلوب اسکی طرف مائل ہوجاتے ہیں اور عنداللہ کے ساتھ ساتھ عندالناس بھی اسے مقبولیت عامہ حاصل ہوجاتی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث درحقیقت مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر ہے۔

''اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا'' یعنی جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے تو عنقریب رحمٰن لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔

دور حاضر میں متذکرہ آیت وحدیث کا مصداق پیر طریقت تاج شریعت حضرت علامہ اختر رضا ازہری دامت برکاتہم العالیہ کا وجود مسعود ہے۔ بلاشبہ حضور تاج الشریعہ کی ذات گرامی آیت کریمہ ''سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا'' کی جیتی جاگتی تصویر اور حدیث مذکور کی تشریح وتوضیح ہے۔ حضور تاج الشریعہ کو منعم حقیقی نے ہند و پاک میں خصوصاً اور دیگر مما لک میں عموماً جو شہرت ومقبولیت عطا فرمائی ہے وہ فی زمانہ ان ہی کا حصہ ہے، قریہ قریہ، شہر شہر انکے فضل وکمال کا ڈنکا بج رہا ہے، ہر سو صدائے محبت کی بازگشت اور نغمات مقبولیت کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ آپ

کی اسقدر مقبولیت آپ کی ولایت ومحبوبیت کی قابل اعتبار سند اور نا قابل انکار حقیقت ہے۔موجودہ دور میں ہندو پاک کا کوئی دینی قائد ایسا نہیں جو اتنا مقبول اور اسقدر جاہ ووقار کا مالک ہو۔رب ذوالمنن کے احسان وکرم سے ان کی شان ہی کچھ ایسی ہے کہ عالمِ اسلام ان کو اپنا قائد عظیم ماننے پر مجبور ہے۔

تقریباً بارہ سال قبل کا واقعہ ہے۔حضور تاج الشریعہ'' اقرأ کانفرنس'' رانچی یا توپاکولیری رام گڑھ میں مدعو تھے۔آپ رانچی تک بذریعہ ہوائی جہاز پہنچے۔جب آپ ہوائی جہاز سے اترے تو ایک بے کراں ہجوم آپ کے استقبال کیلئے موجود تھا۔لوگ آپکی زیارت کیلئے سیلاب کی طرح امنڈ پڑے تھے۔اس وقت قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ بھی رانچی میں موجود تھے۔رانچی سے'' مدرسہ فیض العلوم'' جمشید پور واپسی پر ایک دن حضرت علامہ اپنے چیمبر میں جلوہ افروز تھے اور انکے گرد حلقہ بنا کر ہم چند مدرسین بیٹھے ہوئے تھے۔دوران گفتگو حضرت علامہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت عطا فرمائی ہے،ایسی مقبولیت میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ جب آپ رانچی پہنچے تو ہزاروں میکشوں

کی بھیڑ جمع ہوگئی۔معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق عوام الناس کے کانوں تک یہ بات پہنچا دیتی ہے کہ اے عشق کے متوالو! آمد ساقی ہے جام اٹھالو!لہذا آناً فاناً بادہ کشوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد کہ ''معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہنچا دیتی ہے'' دراصل اسی حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو اہل زمین و آسمان کے درمیان عام اعلانِ محبت کا حکم دیدیتا ہے۔اسی کے حکم سے فرشتے کا اعلان ہو گیا ہے اور قلوب انسانی نے حضور تاج الشریعہ کو اپنا محبوب بنالیا ہے۔

یہ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا مشاہدہ اور اس پر حقیقت افروزان کا تبصرہ ہے۔خود فقیر راقم الحروف نے مبارکپور، بریلی شریف اور جمشید پور وغیرہ کئی جگہوں پر حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت اور ارادت مندوں کے ہجوم بے کراں کا مشاہدہ کیا ہے۔ پانی کا سیلاب دیکھا اور سنا جاتا ہے مگر آدمیوں کے امنڈتے ہوئے سیلاب کا نظارہ کیا تو حضور تاج الشریعہ کی آمد پر کیا۔ جمشید پور میں تبلیغ و ارشاد کی غرض سے

حضور تاج الشریعہ کا ورود مسعود کئی بار ہوا ہے۔ ایک مرتبہ گاندھی میدان آزاد نگر میں منعقدہ کانفرنس میں، دوسری مرتبہ ۲۰۰۲ء میں قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری کے عرس چہلم میں اور تیسری مرتبہ ۲۰۰۳ء میں باری نگر ٹیلکو جمشید پور میں مسجد رضا کی سنگ بنیاد کانفرنس میں، اس کے علاوہ کئی سال قبل میرے وطن لوکہا بازار ضلع مدھوبنی بہار میں آپ جلوہ افروز ہوئے تھے۔ ہر جگہ یہی نظارہ تھا۔ یہ صرف جمشید پور، مدھوبنی، مبارکپور، بریلی شریف کا نہیں بلکہ پورے ہندو پاک کا مشاہدہ ہے کہ ہر جگہ عوام کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر امنڈ پڑتا ہے اور الحمد للہ لوگ جوق در جوق حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے ہیں۔ جمشید پور میں بھی سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند اور حضور تاج الشریعہ کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔ شہر تو شہر ہے گاؤں اور دیہات میں بھی حضور تاج الشریعہ کا ورود مسعود ہوتا ہے تو ہجوم اکٹھا ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ کے قائم کردہ ''جامعۃ الرضا'' میں آپ کے زیر قیادت منعقد ہونے والے عرس اعلیٰ حضرت کی تقریب میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جامعۃ الرضا جو شہر سے تقریباً دس کیلومیٹر دور ہے وہاں ہر سال ہزاروں کا مجمع اکٹھا ہو جاتا ہے۔ اتنے بڑے مجمع کو صحرا میں جمع کر لینا مقبولیت کی نشانی اور محبوبیت کی علامت نہیں تو اور کیا

ہے؟

اہل فکر ونظر پر یہ امر مخفی نہیں کہ آدمی کی خوبی اسے محسود بنا دیتی ہے۔ ہر دور میں اہل فضل و کمال کے خلاف حاسدین کی ٹولی اور معاندین کا گروہ پیدا ہوا ہے۔ امام اعظم ہوں کہ امام احمد بن حنبل، بارہویں صدی کے مجدد شہنشاہ اورنگ زیب ہوں یا چودھویں صدی کے مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدست اسرارہم، ہر اہل حق کے حق میں یہی دیکھا گیا اور کچھ یہی صورت حال عمدۃ الفقہاء حضور تاج الشریعہ کے ساتھ بھی ہے۔ اہل شقاوت حاسدین آپ کی شان میں جتنی چاہیں بکواس کر لیں مگر جو اصحاب فکر ونظر اور ارباب بخت وسعادت ہیں وہ آپ کو جانشین مفتی اعظم مان کر، آپ کی رفعت شان کا، نبیرۂ اعلی حضرت جان کر آپ کی عظمت و وقار کا، فقیہ اعظم کہہ کر آپ کی فکر و فقاہت کا اور تاج الشریعہ مان کر آپ کی شان عبقریت کا مکمل اعتراف اور برملا اعلان کرتے ہیں۔ آپ کی سیرت سے دل و دماغ کو مسحور، آپکی صورت دیکھ کر اپنی آنکھوں کو مخمور اور آپ کی لکھی ہوئی نعت و مدحت سے آپ کو واصف شاہ ہدیٰ کہنے پر اپنی زبان کو مجبور پاتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آج پورے برصغیر میں آپ جیسا تبحر علمی کا حامل، کمال بزرگی کا

مالک، فیض رسانِ خلق اور فیض یافتۂ اسلاف بلکہ فی زمانہ آپ جیسا کوئی مرشد نہیں۔ بلا شبہ آپ بقیہ السلف رہبر شریعت بھی ہیں اور کامل پیر طریقت بھی۔

قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے اپنے ایک خط میں حضرت علامہ ازہری میاں کو جانشین مفتی اعظم اور نبیرۂ اعلی حضرت کے لقب سے یاد کیا۔ حضرت غوث زمن محی الدین مفتی اعظم ہند نے اپنی حیات ظاہری میں اپنا جانشین قرار دیا اور اس کا باقاعدہ دستاویز تیار کروا دیا تھا۔ علماء معاصرین نے بالاتفاق تاج الشریعہ کا خطاب دیا لھذا بعض بے فیض افراد کے اختلاف سے اجماع اور اتفاق پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلا شبہ آپ اپنے اوصاف علم وعمل اور کمال بزرگی میں بلا اختلاف موجودہ ہندوستان کے مفتی اعظم اور قاضی القضاۃ ہیں۔ نام نہاد مفتی اور شیخ الاسلام نہیں بلکہ مستند مفتی اور قابل اعتماد مقتدائے اسلام ہیں۔ آپ کا فتوی آخری حرف اور آپ کی رائے آخری فیصلہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اللہ رب العزت کے فضل وکرم، نبی رحمت کی عنایت بے غایت، سیدنا غوث اعظم کی نگاہ التفات، سیدنا اعلی حضرت اور سیدی ومرشدی

مفتی اعظم کے فیوض و برکات سے حضور تاج الشریعہ کا دامن مالا مال ہے۔سنن ونوافل پر عمل، صغائر و کبائر سے دور ونفور اور شریعت مطہرہ کا پورا پاس اور لحاظ کرتے ہیں غرضیکہ ہر جہت سے ان کا دامن بے داغ اور ہر پہلو سے ان کی حیات صاف اور شفاف ہے۔فکر وتفقہ، تقوی و طہارت اور ولایت و بزرگی میں اس وقت بے مثل و بے نظیر اور یکتائے روزگار ہیں۔

راقم الحروف فقیر نوری کی فیروزمندی اور قسمت کی ارجمندی ہے کہ اس کا پورا گھرانہ خانوادۂ اعلی حضرت سے جڑا ہوا ہے۔ والد مرحوم الحاج مولانا محمد یونس رضوی غفرلہ نے منظر اسلام بریلی شریف سے تعلیم پائی اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔تاجدار اہل سنت غوث زمن ابوالبرکات محی الدین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سلسلۂ ارادت وعقیدت میں میرے برادر گرامی جناب عبدالخالق صاحب داخل ہیں، میں خود بھی اسی دربار عالی وقار کا اسیر ہوں۔اور میری ہمشیرۂ مکرمہ جنن نور جہاں خاتون، میری اہلیہ انوار النساء قادری اور میرے پانچوں بچے حضور تاج الشریعہ قبلہ کے فیض یافتہ مرید ہیں۔حضور ازہری میاں کی کرم فرمائی ہے کہ فقیر نوری اور اسکے اہل و

عیال کو اپنی نیک دعاؤں میں شامل رکھتے اور محبت سے یاد فرماتے ہیں۔

راقم الحروف فقیر نوری اپنے شیخ و مرشد اور ان سے منسوب ہر شئی سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتا ہے۔ تقاضائے محبت بھی یہی ہے کہ ان کے شہر سے، ان کی گلی اور کوچے سے، خانوادہ کے ہر فرد سے اور انکے شہزادوں سے بھی محبت کی جائے یہ عرفان محبت کے خلاف ہے کہ کسی سے محبت کا دعوی کیا جائے اور اسکے شہزادوں سے نفرت و اختلاف کا اظہار کیا جائے۔ تاریخ کے حوالے سے ہم جانتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ ایک کتے کو بڑی محبت سے بار بار دیکھ رہے تھے۔ وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں اسی طرح کا ایک کتا تھا اسلئے میں اسے بار بار محبت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہوں۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج کچھ لوگ امام اہل سنت اعلی حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو تو اپنا مرکز عقیدت ماننے کا بھرپور دعوی کرتے ہیں مگر ان کا رویہ ان کے دعوے کے خلاف ہے۔ اہلسنت کے متحدہ نظام کو برقرار اور سالم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ مرکز عقیدت کے شہزادے پیکر علم و عمل حضور تاج الشریعہ کو

بلا چوں و چرا مقتدائے ملت اور پیشوائے اہل سنت و جماعت تسلیم کیا جائے تا کہ امت مسلمہ کی ضلالت و گمراہی سے حفاظت وصیانت کا کام موثر ڈھنگ سے جاری رہے اور نظام اہل سنت و جماعت انتشار و افتراق کا شکار ہونے سے محفوظ و مامون رہے۔

جامعۃ الرضا مظہر کرامت : بریلی شریف کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ اتقیاء واولیاء کی جلوہ گاہ اور علماء وصلحاء کا مولد و مسکن ہے۔ حضرت شاہ دانا، نیاز بریلوی ، مولانا رضا علی خان، عمدۃ المحققین مولانا نقی علی خان، استاذ زمن مولانا حسن رضا خان، مجدد اعظم امام احمد رضا خان اور مفتی اعظم ہند جیسی عبقری شخصیتیں اسی زمین کی پیداوار ہیں۔ یہ صدیوں سے اہل سنت کا مرکز عقیدت ہے اور انشاء اللہ صبح قیامت تک رہیگا۔ یہاں کئی مدارس اسلامیہ ہیں جہاں سے علماء، حفاظ اور قراء کا ہر سال طویل کارواں نکلتا ہے، ان مدارس اسلامیہ اور مراکز دینیہ میں سر فہرست سیدنا اعلی حضرت قدس سرہ کا قائم کردہ ادارہ مدرسہ منظر اسلام اور حضور مفتی اعظم ہند کا مدرسہ مظہر اسلام ہے۔ لیکن موجودہ دور کے تقاضوں کے پیش نظر ایک اور بڑے ادارے کی ضرورت یہاں عرصے سے محسوس کی جارہی تھی جس میں زیادہ سے زیادہ طلبہ زیر

تعلیم وتربیت ہوں اور دینی علوم کے ساتھ عصری تقاضوں کو بھی پورا کیا جا سکے۔ نئے اسلوب اور جدید طرزِ تعلیم کو اس طرح نافذ کیا جائے کہ وہاں کے فارغین دوسرے جدید جامعات کے درمیان نمایاں مقام کے حامل ہوں۔ الحمد للہ! حضور تاج الشریعہ قبلہ اور انکے شہزادے حضرت مولٰنا عسجد رضا دامت برکاتہم العالیہ نے اس ضرورت کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا اور ''مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا'' کے نام سے ادارے کی بنیاد رکھدی اور پانچ چھ سال کے قلیل ترین عرصہ میں اسے بامِ عروج پر پہونچا دیا، آسمان سے باتیں کرتی اس کی مضبوط اور پرشکوہ عمارتیں مغلیہ دور کی خوشنما تعمیرات کا ذوق رکھنے والے بادشاہوں اور نوابوں کی یاد دلاتی ہیں۔ طرزِ تعمیر واقعی دیدنی ہے۔ آج سیکڑوں طالبانِ علوم دور دراز کا سفر کر کے وہاں پہنچ رہے ہیں اور علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اس ادارے کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی اچھی خاصی توجہ دی جاتی ہے۔ عرس کے موقعہ پر میرا جانا ہوا تو میں نے جملہ طلبہ کو سفید جبّہ، سفید پاجامہ، کتھی رنگ کے عمامہ شریف کے ساتھ تہذیب وشائستگی اور خوش اخلاقی کے برتاؤ سے مزین وآراستہ پایا۔ اس قدر قلیل مدت میں اس پایے کا فیض رساں جامعہ کا معرض وجود میں آجانا

اور اتنی بڑی تعداد میں طلبۂ دین کا علم وعمل سے اس طرح مزین ہونا کرامت ہی ہے۔خواہ سیدنا اعلیٰ حضرت کی کرامت کہی جائے یا سیدنا مفتی اعظم ہند کی یا خود حضور ازہری میاں قبلہ کی، بہر حال کرامت ہے۔ زبان اقرار کرے نہ کرے دل اسے کرامت ماننے پر مجبور ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اس ادارے کو نظر بد سے مامون رکھے اور اسکے اعوان و انصار کو سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

جنوبی ہند میں حضرت کا نقارۂ

شہرت : جنوبی ہند کارندور، کالی کٹ، کیرالہ کی سرزمین پر ''مرکز الثقافۃ السنیہ'' نامی اہل سنت و جماعت کا ایک عظیم الشان ادارہ ہے جہاں تقریباً دس ہزار طلبۂ دین وملت زیور تعلیم وتربیت سے آراستہ کیے جارہے ہیں چند سال قبل ادارے کے ایک ذمہ دار شاہ عبدالحمید صاحب کی دعوت پر راقم الحروف فقیر نوری، حضرت مولٰینا مبین الہدیٰ نوری علیہ الرحمہ اور جناب حافظ محمد ہاشم قادری صاحب وہاں پہنچے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضور ازہری میاں قبلہ بھی مدعو ہیں۔ علماء عرب بھی موجود ہیں۔حضور تاج الشریعہ نے ایک مجمع سے خطاب فرمایا جس میں سامعین تقریباً دس ہزار کی تعداد میں تھے۔آپ کی یہ تقریر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے ہوئی

اور عربی زبان میں ہوئی۔ایسی فصیح و بلیغ عربی میں کہ عرب کے شیوخ و علماء نے عربی زبان پر آپ کی مہارت وعبور کا اعتراف کیا اور آپ کی عظمت کے قائل ہو گئے۔اس سے واضح ہے کہ حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت اور پذیرائی شمالی ہند تک محدود نہیں ہے بلکہ شرق وغرب کے علاوہ جنوبی ہند میں بھی دور دور تک ہے۔۱۹۹۹ء میں حضرت نے حیدرآباد کا دورہ بھی فرمایا۔ یہاں بھی کافی افراد سلسلۂ قادریہ رضوریہ برکاتیہ میں داخل ہوئے۔ چار مینار کے قریب نایاب فنکشن ہال میں منعقدہ جلسہ میں صراط مستقیم کے موضوع پر آپ نے تقریباً ۲۵ منٹ تک نورانی وحقانی تقریر فرمائی۔آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہل سنت کی تعبیر وتشریح ہے۔ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو امام اعظم کا عقیدہ تھا۔ بقول مولینا مبشر الاسلام نوری حیدرآباد کی سرزمین پر آپ کا یہ ورود مسعود دس سال کے بعد ہوا تھا۔

۲۰۰۵ء میں جب راقم افریقہ جانے کے دوران محبّ گرامی جناب سیٹھ رحمت اللہ صاحب ممبئی کے دولت کدے پر قیام پذیر تھا، خبر ملی کہ حضور تاج الشریعہ بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جناب رحمت اللہ

بھائی نے اس موقع کو غنیمت جانا اور حضور تاج الشریعہ اور آپ کے شہزادے مولانا عسجد رضا زید مجدہ کو اپنے یہاں مدعو کر کے ایک جلسہ کا پروگرام رکھ دیا جس میں مولانا عسجد رضا صاحب نے ایک نہایت پر مغز اور ولولہ انگیز تقریر کی اور حضرت نے رقت انگیز دعا فرمائی۔

آج سے تقریباً ۲۳ سال قبل حضور تاج الشریعہ کو حج کے دوران مکہ شریف میں نجدیوں نے گرفتار کر لیا تھا صرف اس بات پر کہ آپ نجدیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بجائے اپنی الگ جماعت قائم کرتے تھے۔ اس پر ہر چہار جانب بے چینی پھیل گئی اور شدید احتجاج سے مجبور ہو کر حکومت سعودیہ انہیں رہا کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اسی دوران اسیری اور رہائی سے متعلق ایک اثر انگیز خواب کا واقعہ بھی سامنے آیا جو ۳۰ جون ۲۰۰۸ء کو محبّ محترم حافظ و قاری محمد سخاوت حسین صاحب جام تاڑا جھارکھنڈ نے ایک نشست کے دوران مولانا نسیم الدین صاحب حبیبی بانی و مہتمم مدرسہ عطائے حبیب رانچی کے حوالے سے بتایا۔ پھر میں نے یکم جولائی کو خواب کی تصدیق کیلئے مولانا موصوف سے موبائل پر رابطہ کیا تو مولانا موصوف نے بیان فرمایا کہ میں نے اس موقع پر صبح صادق کے وقت خواب میں دیکھا کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد ﷺ کے روضہ پاک

سے ایک کرن چمکی اور نور کی ایک موٹی دھار نکل کر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے روضۂ پاک پر پہنچی پھر اس نور سے پورا افقِ مغرب روشن ہو گیا۔ پھر میں نے اخبار میں یہ خبر دیکھی کہ حضور تاج الشریعہ مکہ شریف میں گرفتار کر لئے گئے ہیں اور اس پر ہر طرف سے شدید احتجاج کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ پھر چند دنوں کے بعد یہ مسرت افزا خبر بھی آئی کہ حضور تاج الشریعہ رہا کر دیے گئے ہیں۔ میں بھی آپ کے استقبال کیلئے بمبئی پہنچا جہاں لاکھوں مسلمانوں کا جم غفیر ان کا انتظار کر رہا تھا۔ حالانکہ حکومت ہند کی طرف سے نجدی حکومت کے خلاف نعرہ بازی سے مجمع کو منع کر دیا گیا تھا مگر جب حضور تاج الشریعہ تشریف لائے تو مجھے خود پر قابو نہیں رہا اور یہی حال مجمع کا بھی تھا، اسلئے میں نے بے ساختہ حکومت نجد کے خلاف نعرہ لگانا شروع کیا تو پورے مجمع نے میرا بھرپور ساتھ دیا اور بمبئی کی فضا پرُ جوش نعروں سے گونجنے لگی۔

اس واقعہ کے بعد حضور تاج الشریعہ کی شہرت کو جیسے پر لگ گئے۔ آپ کی حق گوئی، بے باکی اور جرات مومنانہ کو خراج عقیدت پیش کرنے اور آپ کو ایک نظر دیکھنے کیلئے دنیا کے کونے کونے سے خط، تار اور ٹیلیفون آنے لگے اور معاملہ یہاں تک پہونچا کہ آپ امریکہ، افریقہ سمیت

مغربی ممالک کے بے شمار دورے فرمارہے ہیں اور اپنی پرمغز تقاریر اور بیعت وارشاد کے ذریعہ اسلام وسنیت اور سلسلۂ قادریہ رضویہ کو پھیلا رہے ہیں۔ خواب سچ ہوا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فیضان جو سیدنا اعلیٰ حضرت کو ملا تھا وہ آپ کے توسط سے مغربی ممالک میں بھی عام ہوا۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

چلتی ٹرین میں بیعت وارادت : ۲۰۰۸ء کی بات ہے کہ ایک مجلس میں محبّ گرامی مولٰینا الیاس فیضی دارالعلوم حنفیہ غریب نواز بوکارو جھارکھنڈ نے راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ گرامی وقار الحاج سید بدر عالم رجھتی صاحب نے مجھ سے ایک موقع پر یہ کہا کہ مذہب اہل سنت کو فروغ دینے اور بد مذہبیت پر قدغن لگانے کیلئے جھارکھنڈ کے علاقے میں حضور تاج الشریعہ کا ایک تبلیغی دورہ نہایت ضروری ہوگیا ہے۔ ان کی یہ رائے بہت پسند آئی اور ہم لوگوں نے گومو علاقہ کے عمائدین سے مشورہ کر کے ایک عظیم الشان کانفرنس کرنے کا پروگرام بنالیا۔ اسکے لئے گومو ضلع دھنباد جھارکھنڈ کا وسیع وعریض فٹ بال میدان منتخب کر کے حضرت کو دعوت دی گئی تو بفضلہٖ تعالیٰ آپ نے

منظوری بھی دیدی۔ طے شدہ پروگرام کے تحت ہم لوگ آپ کو لینے کے لئے بنارس پہنچے جہاں ایک جلسۂ سیرت میں آپ مدعو تھے۔ میں اور حاجی صاحب موصوف حضرت کولیکر پرشوتم ایکسپریس سے گوموکی طرف روانہ ہوئے۔ مسلسل سفر اور کثرت تکان سے آپ ٹرین میں سو گئے۔ جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو ہم نے ناشتہ کیلئے ٹرین میں موجود کینٹن سے رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ بے وقت ہونے کی وجہ سے ناشتہ موجودنہیں ہے۔ ہم نے منیجر سے رابطہ کیا تو اس نے نسیم نامی اپنے ایک ورکر کو ایک آدمی کا ناشتہ تیار کرنے کا حکم دیدیا، اس دوران نسیم کو معلوم ہو گیا کہ ٹرین میں دنیائے اسلام کی ایک بزرگ شخصیت حضرت علامہ ازہری سفر کررہے ہیں۔ نسیم نے مجھ سے اپنی دلی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں ناشتہ تو بناؤں گا مگر میری دلی خواہش ہے کہ حضور تاج الشریعہ مجھے اپنے حلقۂ ارادت میں شامل فرمالیں۔ آپ میری مدد کرنے کا وعدہ کریں۔ وعدہ کر لینے کے بعد اس نے پرلطف اور پرتکلف ناشتہ تیار کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ ناشتہ کے بعد میری گزارش پر حضرت نے اسے داخل سلسلہ فرمالیا۔ بعدہ اگلے اسٹیشن پر ایرفورس کے پانچ جوان ہماری بوگی میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے کہ ہمیں معلوم ہوا

ہے کہ ٹرین کے اس ڈبے میں حضرت ازہری میاں سفر کررہے ہیں۔ہم ان سے مرید ہونا چاہتے ہیں۔فیضی صاحب کا بیان ہے کہ ان کی خواہش کے مدنظر میں نے حضرت سے گزارش کی تو حضرت نے یہ کہتے ہوئے داخل سلسلہ فرمایا کہ آپ لوگ ٹرین میں بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتے ہیں۔

علمی گہرائی اور تنقیدی نظر : ایک مفتی اور فقیہ کیلئے صاحب فکر وبصیرت اور نقاد نظر ہونا ضروری ہے اسکے بغیر کوئی مفتی یا فقیہ درجۂ کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔بلاشبہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ ایک عظیم فقیہ، نقاد عالم دین اور کامل صاحب بصیرت مفتی ہیں۔اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوتا ہے کہ حضرت مولینا مفتی یونس رضا اویسی رضوی نے ایک صاحب کی تالیف کردہ ایک کتاب حضرت کی خدمت میں پیش کر کے اس پر تقریظ لکھنے کی گزارش کی۔ حضرت کے سامنے کتاب کے اوراق پڑھ کر سنائے جانے لگے،اچانک ایک عبارت پر آپ کی فکر وبصیرت ٹھہر گئی۔عبارت یہ تھی ''حضور سیدنا غوث اعظم وسیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہما اور انکے مثل دیگر اولیاء کرام آج بھی زندہ ہیں اور دستگیری فرماتے ہیں۔'' حضرت نے اس عبارت کے اندر گہرائی میں موجود سقم کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد

فرمایا کہ اس عبارت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہی اولیاء کرام زندہ ہیں اور دستگیری فرماتے ہیں جو غوث و خواجہ کے ہم پلہ ہیں اور جو ان دونوں بزرگوں کے ہم پلہ نہیں بلکہ ان سے اعلیٰ ہیں مثلا صحابۂ کرام، اجلۂ تابعین اور وہ جو ان سے ادنیٰ ہیں وہ دستگیری نہیں فرماتے ہیں حالانکہ یہ واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔عقیدۂ اہل سنت و جماعت کے مطابق اولیاء کرام خواہ اعلی مراتب کے ہوں کہ ادنی مراتب کے، آج بھی زندہ ہیں اور دستگیری بھی فرماتے ہیں۔خوب ظاہر ہے کہ اس عبارت میں سقم نکالنا ہرکس و ناکس سے بعید ہے۔ یہ وہی کرسکتا ہے جسکی فکر میں وسعت پرواز، نظر میں تیزیٔ عقاب اور بصیرت میں سمندر کی سی گہرائی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ علماء کرام کی صحبت بابرکت سے مسائل کی گتھیاں سلجھتی ہیں۔تقریباً پچیس سال قبل میرے دور طالب علمی میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں حضرت ازہری میاں کا ورود مسعود ہوا تھا۔ وہاں آپ کی اقتداء میں مغرب کی نماز پڑھنے کا موقع ملا۔حضرت نے سورۂ والضحی کے آخری کلمہ ''فحدث'' کی ''ثاء'' کو رکوع میں جاتے وقت ''اللہ اکبر'' کے لام سے ملاتے ہوئے رکوع کیا۔ دوسری رکعت کے سورہ میں بھی کچھ اسی طرح کیا۔ عام طور پر ائمہ حضرات ایسا نہیں کرتے ،اسلئے یہ

امر میرے لئے باعث خلجان ہوا مگر کتب فقہ کی ورق گردانی کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا یہ عمل فقہاء کرام کی تصریحات کے عین مطابق ہے۔

ردالمحتار، فتاوی رضویہ اور بہار شریعت کے مطابق ''آخر سورہ میں اگر اللہ عزوجل کی ثنا ہو تو افضل یہ ہے کہ قرات کو تکبیر سے وصل کرے جیسے ''و کبره تکبیرا'' اور ''واما بنعمة ربك فحدث'' اور اگر آخر قرات میں کوئی لفظ ایسا ہے جسکا اسم جلالت ''اللہ'' کے ساتھ ملانا ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قرات پر ٹھہرے پھر اللہ اکبر کہے ''ان شانئك هو الابتر'' میں وقف کرے پھر رکوع کیلئے ''اللہ اکبر'' کہے اور اگر دونوں نہ ہوں تو فصل و وصل دونوں یکساں ہیں۔''

پاس شریعت : محبّ گرامی مولٰینا الیاس فیضی دارالعلوم حنفیہ غریب نواز بوکارو (جھارکھنڈ) نے راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور تاج الشریعہ ازہری میاں قبلہ نے یوسف رضوی نام کے ایک شخص کے ہاتھ میں چین والی گھڑی دیکھی۔ قانون شریعت کا پاس کرتے ہوئے آپ نے انہیں تنبیہ کرنے میں دیر نہیں کی اور دیکھتے ہی فرمایا۔ چین والی گھڑی ناجائز ہے۔ یوسف رضوی نے بھی حکم کی تعمیل میں دیر نہیں لگائی اور کلائی سے گھڑی نکال کر ٹرین سے باہر پھینک دی۔

ہم لوگوں سے کچھ پوچھا بھی نہیں۔

مولینا الیاس صاحب فیضی کی زبانی احترام شریعت کی یہ داستانِ جنوں خیز سننے کے بعد مجھے ایک حدیث یاد آ گئی۔ ایک صحابی رسولِ اکرم ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے۔ حضور نے انکی ایک انگلی میں سونے کی ایک انگشتری دیکھی اور انگشتری کو ان کی انگلی سے نکال کر پھینک دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد ان سے ایک دوسرے صحابی نے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا اور بیچ کر اس سے فائدہ اٹھا۔ انہوں نے جواب دیا، نہیں، اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہیں لوں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے تو میں اسے کبھی نہیں لوں گا۔ (مشکوۃ بحوالہ مسلم باب الخاتم)

احساس ذمہ داری و حق گوئی : رئیس القلم

حضرت علامہ ارشد القادری کی دعوت پر ۱۹۸۸ءیا ۱۹۹۰ء میں حضرت ازہری میاں قبلہ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے۔ آپ کو گاندھی میدان آزاد نگر جمشید پور میں منعقدہ ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرنا تھا۔ جس وقت آپ اسٹیج پر رونق افروز تھے اس وقت ایک نامور خطیب مجمع سے مخاطب تھے۔ اسٹیج پر مدرسہ فیض العلوم کے مایہ

نازمدرسین مولینا عبدالغفار مرحوم اور مولینا عبدالحنان وغیرہما کے ساتھ راقم الحروف بھی موجود تھا۔ خطیب موصوف کی زبان سے دوران خطابت یہ جملے صادر ہوئے۔ ''حضور سرور کائنات اگرچہ آج زندہ نہیں ہیں مگر آپ کا قانون زندہ ہے۔ آپ کا کردار زندہ ہے۔ آپ کی سیرت زندہ ہے۔'' حضرت ازہری میاں قبلہ نے فوراً گرفت فرمائی اور فرمایا کہ قرآن وحدیث اور تصریحات علماء اسلام کے مطابق حضور اکرم ﷺ آج بھی حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں جیسے کل تھے آپ کو ایک آن کیلئے موت آئی پھر آپ کی موت مرگئی۔ خطیب مذکور کا جملہ مسلک اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ اسلئے خطیب پر توبہ واجب ہے۔

آئین جواں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

نہایت جرأت و بے باکی کے ساتھ آپ نے اپنے اسلاف کرام جداعلی سیدنا اعلیٰ حضرت اور سیدنا مفتی اعظم ہند وغیرہما کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نائب مفتی اعظم ہند ہونے کا حق ادا کردیا اور ان جیسے خطبائے اسلام کی رہبری فرمادی۔

کمال کی بات یہ ہے کہ توبہ کی تلقین کو بطیب خاطر قبول کرنے

کے بعد خطیب مذکور کی خطابت میں ایک نئی جان پیدا ہوگئی۔امام احمد رضا کے موضوع پر ایسی جاندار تقریر ہوئی کہ راقم الحروف نے آج تک دوبارہ ان سے ایسی تقریر نہیں سنی۔خوب داد و تحسین سے نوازے گئے اور تکبیر کے نعرے گونجتے رہے۔

اللہ والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ بلا خوف لومۃ لائم حق کا پیغام پہنچا دیں اور رضائے الٰہی اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کیلئے برملا اور بے خطر حق وصواب کو واضح کردیں اور ان کے غلاموں کی پہچان یہ ہے کہ وہ حق کو قبول کرلیں جیسا کہ خطیب موصوف نے کیا اور اپنی خطابت میں ایک جان پیدا کرلی،اگر چہ بعض اوقات بعض لوگ نہی عن المنکر پر برافروختہ ہوجاتے ہیں جیسا کہ کلکتہ کے ایک اسٹیج پر ایک خطیب نے کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر زبان سے توبہ تو کرلی مگر دل سے قبول نہیں کیا اور حسد اور کینہ کے شکار ہوگئے۔مگر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حق کو بسر وچشم قبول کیا جائے۔

۲۰۰۲ء میں رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر بھی استاذ گرامی محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب اور حضور ازہری میاں قبلہ نے مسلک اہل سنت کی

وضاحت کرتے ہوئے بدمذہبوں کے ساتھ اختلاط وموالات رکھنے والے افراد کو سخت تنبیہ فرمائی تھی۔

غیر محرموں سے اجتناب : ذمہ دار علماء ومشائخ غیر محرموں سے اجتناب کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ جیسا کہ راقم الحروف نے اپنی کتاب ''مفتی اعظم کی استقامت وکرامت'' میں سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ ازہری میاں قبلہ بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس روش پر گامزن ہیں اور عورتوں کو بغیر پردہ مرید نہیں کرتے۔

۱۷ر جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۳ر جون ۲۰۰۸ء عزیز گرامی مولانا عبدالحنان رضوی فیضی استاذ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کا بیان ہے کہ ۲۰۰۲ء میں جب حضرت ازہری میاں قبلہ جمشید پور میں محمد رفیق ڈی ایس پی مرحوم کے صاحبزادے اختر الاسلام رضوی صاحب کے فلیٹ میں قیام پذیر تھے تو ان کی باجی صاحبہ یعنی امتیاز بھائی ایم ٹو جمشید پور کی زوجہ صاحبہ حضرت سے مرید ہونے کے خیال سے حضرت کے قیام گاہ پر پہنچیں۔ ان کو بتایا گیا کہ حضرت پردے کی آڑ میں داخل سلسلہ کرتے ہیں۔ باجی صاحبہ نے کہا کہ مگر تم صرف ایک جھلک پیر صاحب کی دکھا

دو۔ ایک بار صورت دیکھ لوں گی تو ہمیشہ ان کی صورت کا تصور کرتی رہوں گی لیکن ان سے کہہ دیا گیا کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ازہری میاں قبلہ غیر محرموں سے سخت اجتناب کرتے ہیں۔ باجی صاحبہ مایوس ہو گئیں۔ مردوں کے بعد جب عورتوں کو داخل بیعت کرنے کا سلسلہ شروع ہونے لگا تو حضرت نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور عمامہ یا کوئی چادر عورتوں کی طرف بڑھادی گئی۔ بیعت وارادت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ اچانک کسی وجہ سے دروازہ تھوڑا سا کھل گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلنے کا احساس ہوا آپ نے توبیخاً فرمایا ''دروازہ ٹھیک سے بند کرو'' مگر اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے باجی صاحبہ نے رخ پرنور کی زیارت کا شرف حاصل کر ہی لیا۔

واضح رہے کہ راقم الحروف نے امین ملت علامہ سبطین رضا دامت برکاتہم کو بھی ایسے موقع پر پردے کا اہتمام کرتے دیکھا ہے۔

محبّ گرامی حضرت مولینا الیاس فیضی نے ایک مجلس میں راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ گومو میں منعقدہ کانفرنس میں لے جانے کیلئے بنارس سے پرشوتم ایکسپریس میں کچھ لوگ سوار ہوئے۔ میں بھی ان میں تھا، جب ہم لوگ بوگی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت کی ریزرووالی

سیٹ کے ٹھیک سامنے ایک عورت بے ہنگم نیم عریاں لباس میں اپنے برتھ پر براجمان ہے۔ اپنی سیٹ پر پہنچتے ہی حضرت نے حکم دیا کہ پردہ لگاؤ، میں آرام کروں گا۔ ہم لوگوں نے چادر تان دی اور حضرت آرام فرمانے لگے۔ ادھر عورت بھی یہ محسوس کر چکی تھی کہ مجھے اس سیٹ پر رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس نے ٹی ٹی سے کہکر اپنا برتھ بدل لیا۔

وقفِ نفس فی سبیل اللّٰہ : آج دنیا مادہ پرستی کی طرف مائل ہے۔ دوسروں کی اصلاح تو بہت دور کی بات ہے خود اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہیں ہے۔ عوام میں اکثر ایسے ہیں جنکو دنیا کمانے، تجارت میں جھوٹ بولنے اور مطلب برآری کیلئے دغا اور فریب سے بھی عار نہیں ہے اور خواص میں مخلص، محنت کش، ذمہ دار اور پرہیزگار علماء انگلیوں میں گنے جا سکتے ہیں۔ مادہ پرستی اور قحط الرجال کے اس دور میں اپنے نفس کو فی سبیل اللہ وقف کر دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ معدودے چند علماء کرام اور حضرت ازہری میاں قبلہ کو رب تبارک وتعالیٰ نے اس خوبی سے سرفراز کیا ہے کہ انہوں نے اپنے وجود کو فلاح قوم و ملت، خدمت دین وسنت، تصنیف وتالیف، فتوی نویسی، بیعت وارشاد اور خدمت خلق کیلئے وقف کر دیا ہے۔ ان نفوس قدسیہ کا پورا وجود اور تمام

لمحات زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت، دین متین کی خدمت اور ملت اسلامیہ کی صلاح وفلاح کیلئے وقف ہیں۔اس زمانے میں ارشاد وتبلیغ اور بیعت وارادت کے ذریعہ مرشدی مفتی اعظم ہند، حضور مجاہد ملت اور محدث اعظم علیہم الرحمہ کے بعد جن حضرات نے دین وسنت کی حفاظت وصیانت کی ہے ان میں حضور ازہری میاں کا کردار سب میں نمایاں ہے۔آپ اس صف میں سرخیل کی حیثیت سے ہیں۔آپ کی کئی تصانیف منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔نعت شریف کا گلدستہ بھی منظر عام پر آ چکا ہے اور مریدین کی تعداد کئی لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔اللہ جسے چاہتا ہے دین کے کام کیلئے چن لیتا ہے۔

حضور سیدی مفتی اعظم ہند اور حضور ازہری میاں قبلہ کی بیعت و ارشاد کی خصوصیت یہ ہے کہ جو آپ کا مرید ہو جاتا ہے اس پر شریعت کی پابندی اور دینداری کا رنگ نمایاں ہو جاتا ہے۔ میں نے ان دونوں بزرگوں کے مریدوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے انہیں باضابطہ داڑھی رکھنے والا اور شرع کی پاسداری کرنے والا پایا۔معدودے چند کو چھوڑ کر سارے مریدین پابند صوم وصلوۃ نظر آئے۔میں نے محسوس کیا کہ آپ سے شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد مرید کے ظاہر و باطن میں

انقلاب آ جاتا ہے۔ سیرت کے ساتھ ساتھ صورت بھی نورانی ہو جاتی ہے۔آپ کی بیعت وارشاد سے بدمذہبیت سے بھی نجات ملتی ہےاور خطا ومعصیت سے بھی۔

یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضور ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ پر سیدنا مفتی اعظم ہند، سیدنا اعلی حضرت اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہم کا فیضان اور سایہ کرم ہے کہ آپ ہر محاذ پر کامیاب اور بامراد ہیں۔حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد عالی ''اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیدِی کَا لسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ ''(میرے مریدوں پر میرا ہاتھ اسی طرح سایہ فگن ہے جس طرح آسمان زمین پر) مرید صادق کیلئے ہےاور اسمیں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ حضور ازہری میاں قبلہ حضور غوث اعظم کے عاشق صادق اور مرید باصفا ہیں، اسلئے آپ غوث اعظم کے اس ارشاد کے جلوۂ زیبا ہیں۔

کہاوت ہے کہ ہیرے کی قدر و قیمت جوہری جانتا ہے۔ ہیرے کو پہچاننا جوہری کا کام ہے یہی وجہ ہے کہ ہیرے کو جوہری کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ہی خریدا جاتا ہے ورنہ ہیرے کی جگہ شفاف پتھر اور سونے کے بجائے پیتل خرید لیا جائیگا۔ جوہری جسے سونا کہے واقعی وہ سونا ہے

جسے ہیرا کہدے بلا شبہ وہ ہیرا ہے۔ ہیروں کو جوہری پہچانتا ہے اور پیروں کو عالم دین پہچانتا ہے۔علماء کرام دین کے جوہری ہیں جو دین کے کھرے اور کھوٹے کی پہچان رکھتے ہیں، اصلی اور نقلی پیر کی پرکھ رکھتے ہیں۔اگر جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئیگی کہ حضور تاج الشریعہ کے مریدین میں علماء کرام کی اچھی خاصی تعداد ہے۔اتنی بڑی تعداد میں علماء کرام کا مرید ہونا اس امر کی واضح اور بین دلیل ہے کہ حضور ازہری میاں قبلہ جامع شرائط پیر، متدین عالم دین، ذمہ دار فقیہ، صاحب تقوی وطہارت مرشد اور پیر کامل ہیں۔حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے بعد اکثر علماء کرام حضرت ہی کے دامن بیعت وارشاد سے وابستہ ہیں اور جو مرید نہیں تو وہ آپ کے فضل وکمال کے معترف ضرور ہیں اور بعض علماء کرام وہ ہیں جو آپ کی جانب سے خلافت سے نوازے گئے ہیں اگر چہ وہ آپ کے حلقۂ ارادت میں نہیں ہیں یعنی جوہریوں کی ایک بڑی تعداد اعلان کر رہی ہے کہ حضور ازہری میاں قبلہ کھرا سونا ہیں، مرشد برحق اور ولی کامل ہیں۔

سعید اللہ و کاظم اور رضا نے آبیاری کی
ترو تازہ مہکتا گل اسی گلشن میں کھلتا ہے

سخاوت و مہمان نوازی :۱۸؍رجب المرجب ۲۹ھ کو محبّ محترم جناب قاری دلشاد احمد صاحب بنارس کے دولت کدہ پر نقیب اہل سنت جناب مولٰینا الیاس فیضی صاحب بوکارو (جھارکھنڈ) نے حضور ازہری میاں قبلہ کی مہمان نوازی اور دریا دلی کے حوالے سے یہ آنکھوں دیکھا حال سنایا۔ وہاں رفیق گرامی جناب مولٰینا اشفاق احمد ضیائی بھی موجود تھے۔

مولٰینا الیاس فیضی صاحب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ سخت ٹھنڈک کے موسم میں بریلی شریف پہنچا۔ رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ ہر طرف رات کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گھروں کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ میں حضرت کے دولت کدے پر پہنچا تو صرف مہمان خانہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہاں موجود ایک بچے سے میں نے حضرت کی بابت دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ حضرت ابھی ابھی اندر تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے بچے سے کہا کہ جا کر حضرت سے عرض کرو کہ خادم الیاس فیضی درِ دولت پر حاضر ہوا ہے۔ حضرت فوراً تشریف لائے اور پوچھا اتنی رات کو کیسے آنا ہوا۔ میں نے عرض کیا حضور! گاڑی لیٹ ہو گئی۔ پھر حضرت نے بچے کو حکم دیا کہ بڑی بی سے جا کر کہو کہ مولٰینا الیاس

فیضی آئے ہیں۔ کھانا بھیجیں، بچے نے واپس آکر خبر دی کہ گوشت ختم ہو گیا ہے صرف روٹیاں بچی ہیں۔ حضرت نے فرمایا مرچ کی چٹنی بنانے کیلئے کہو۔ بچہ اندر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد روٹی، گوشت کا شوربا اور چٹنی لے آیا۔ اس دربار عالی سے اتنی رات کو کھانا ملنا میرے لئے من وسلوی سے کم نہیں تھا۔ کیونکہ زبردست بھوک لگی تھی۔

راقم الحروف کے ایک مخلص اور کرم فرما رفیق نے ۱۸ ؍رجب المرجب ۱۴۲۹ھ کو جمشید پور سے بنارس کے سفر کے دوران بیان فرمایا کہ عرس رضوی کے تقریری پروگرام سے فراغت کے بعد چند ضروری امور سے متعلق باتیں کرنے کیلئے حضرت نے مجھے یاد فرمایا۔ میں حاضر دربار ہوا تو بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ رخصت کا وقت آیا تو حضرت نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر روپے نکال کر میری طرف بڑھایا، میں نے عرض کیا، حضور! اسکی ضرورت نہیں ہے لیکن اصرار پیہم کے ساتھ عنایت فرمایا۔ موصوف کا بیان ہے کہ حضور ازہری میاں جس کسی کو بھی عنایت فرماتے ہیں با اصرار اور بغیر شمار کے عنایت فرماتے ہیں اور جتنا ہاتھ میں آگیا وہ سب دیدیتے ہیں۔

موصوف کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بطور نذر سو روپے پیش

کئے اورعرض کیا حضور یہ حقیر نذرانہ ہے قبول فرمائیں۔آپ نے فرمایا آپ میرے مہمان ہیں، میں آپ کودوں گا نہ کہ آپ مجھے دیں گے۔ یہ کہکر واپس فرما دیا تو میں نے دوبارہ حضرت کی جیب میں ڈال دیا۔ حضرت نے وہ سورپے اورمزید کئی سوروپے جیب سے نکالے اور دونوں ملاکر میری جیب میں ڈال دیا۔

ایسی مہمان نوازی نہ دیکھی نہ سنی۔ سچ فرمایا صادق ومصدوق نبی اکرم ﷺ نے۔ سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دوراور جہنم سے قریب ہے۔

غنا اور توکل : راقم الحروف کے وطن لوکہا بازار ضلع مدھوبنی میں منعقدہ ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے حضور ازہری میاں قبلہ تشریف لائے۔ میری ہمشیرہ جن نور جہاں قادری کا بیان ہے کہ جب میں حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہوئی تو دیکھا کہ مرید ہونے کیلئے عورتوں کی ایک لمبی قطار لگی ہوئی ہے اور بیعت کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ میں بھی سلسلے میں داخل ہوگئی۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ کئی افراد نے حضرت کوروپے نذر کرنا چاہا مگر ہر نذرانے کوآپ نے واپس فرما دیا۔

راقم الحروف کی صاحبزادی نورچشم عائشہ فاطمی نوری ضلع گریڈیہہ میں محترم جناب مفتی بشیر القادری صاحب کا قائم کردہ لڑکیوں کے ادارہ دارالعلوم ام المومنین عائشہ میں زیر تعلیم تھی۔ راقم الحروف وہاں پہنچا تو دوران گفتگو بانی ادارہ نے بیان فرمایا کہ شہر ممبئی میں حضرت کے قیام کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ حضور ازہری میاں قبلہ صبر وتوکل کے کتنے بڑے پیکر ہیں۔ اللہ کی ذات پر توکل کا عالم یہ ہے کہ ’’جامعۃ الرضا‘‘ کیلئے بھی کسی سے کچھ مانگتے نہیں ہیں۔ ایک مرتبہ ممبئی کے ایک بڑے سیٹھ نے کہا کہ اگر حضرت اپنی زبان سے مجھے حکم دیدیں تو میں جامعۃ الرضا کیلئے منہ مانگی رقم دینے کیلئے تیار ہوں۔ حضرت کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ میں کسی سے کیوں مانگوں جبکہ میرا مولیٰ مجھے بن مانگے دیتا ہے۔ اگر وہ دینا چاہتے ہیں تو کمیٹی کے افراد سے ملیں، میں نے انہیں مدرسہ کا تعاون کرنے سے کب منع کیا ہے؟

مریدین پر عنایت وتوجہ : جمشید پور کے محلّہ دھتکیڈیہہ میں شیخ گل شیر نامی حضرت کے ایک مرید ہیں جو ٹاٹا کمپنی میں ملازم رہ چکے ہیں اور خان صاحب کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ الحمدللہ! پابند صوم وصلوۃ اور متشرع مرید ہیں، ان کی آواز اتنی بلند اور

کرخت ہے کہ یہاں جمعہ وعیدین کیلئے مکبر کی حیثیت سے منتخب ہیں۔
راقم الحروف سے خان صاحب نے بیان فرمایا کہ حج وزیارت حرمین کی سعادت سے شرفیاب ہونے کے بعد مجھے بار بار یہ خیال ستانے لگا کہ میں نے جو حج کیا ہے وہ مقبول ہوا یا نہیں۔اس فکر سے نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا تو میں نے پیر ومرشد حضور ازہری میاں قبلہ کی طرف اپنے دل کو متوجہ کیا اور رات کو تیسرا کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ (آخر تک)ایک سو بار اور درود جمعہ جسے درود رضویہ بھی کہتے ہیں یعنی صلی اللہ علی النبی الامی (آخر تک) ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر سو گیا۔خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ایسی جگہ پر پہنچا ہوں جہاں بڑے بڑے کئی منزلہ مکانات اور اونچے اونچے محلات ہیں۔ ارد گرد سبز و شاداب اور خوبصورت باغات میں حسین وجمیل نوخیز ونوعمر بچے بھی نظر آ رہے ہیں۔ پھر دیکھا کہ پیر ومرشد حضور ازہری میاں قبلہ بھی وہاں موجود ہیں۔ حضرت کی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا کہ جانتے ہو یہ کونسی جگہ ہے؟ یہ جنت ہے اور یہ غلمان ہیں جو جنتیوں کی خدمت کیلئے ہیں۔میں نے عرض کیا۔ حضور! جنت ہے تو حوریں کہاں ہیں؟ میں حوروں کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔حضرت نے فرمایا تم تاب نہیں لاسکو گے۔اتنا سنتے ہی میری آنکھ

کھل گئی اور میرے دل کو تسلی اور اطمینان کا بھرپور احساس ہوا کہ جنت کو، محلاتِ جنت کو اور وہاں پیر و مرشد کی نورانی صورت کو دیکھنا اس بات کی نشانی ہے کہ میرا حج بارگاہِ خدا وندی میں باریاب اور مقبول ہو گیا ہے۔ مذکورہ واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود رضویہ اور تیسرا کلمہ شریف کا ورد بڑی فضیلت کا حامل ہے اور اس سے بڑے مقاصد کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

نگاہ کشف و کرامت :۶/رجب المرجب ۲۹ھ کو جامعہ رضویہ عزیز العلوم رسولڈیہہ ضلع پرولیا صوبہ بنگال میں ایک عظیم الشان جلسۂ خواجہ غریب رحمۃ اللہ علیہ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ ادارۂ مذکور کے صدر مدرس مولانا شمس تبریز فیضی اور بانی محفل سمیع اللہ صاحب کی دعوت پر راقم الحروف بھی رسول ڈیہہ پہنچا۔ قیام گاہ پر جبکہ میرے ساتھ جناب جمال احمد رضوی جو جڑی بوٹی سے علاج و معالجہ کرتے ہیں اور جناب حافظ غلام حسین صاحب ساکن جھالدہ موجود تھے۔ دوران گفتگو جمال صاحب موصوف نے بیان کیا کہ تقریباً بیس سال پہلے میں حضرت ازہری میاں سے مرید ہوا تھا جبکہ آپ جمشید پور گاندھی میدان میں منعقدہ کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ سلسلۂ ارادت میں

داخل کرنے کے بعد حضرت نے میرے لئے ارشاد فرمایا کہ کثرت سے درود غوثیہ پڑھا کرو۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! درود غوثیہ مجھے یاد نہیں ہے اور کم علمی کی وجہ سے یاد کرنا بھی مشکل ہے۔ درود ابراہیمی یاد ہے جو نماز میں پڑھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اسی کو پڑھا کرو اور خوب پڑھو۔ بات آئی گئی ایک زمانہ گذر گیا اور تقریباً چودہ پندرہ سال کے بعد حضرت بکارو جھارکھنڈ تشریف لائے۔ شوق زیارت میں وہاں میں بھی پہنچا تو میں نے وہاں حضرت کے کشف و کرامت کا حیرت انگیز مشاہدہ بذات خود کیا۔ تعجب خیز معاملہ یہ پیش آیا کہ مجھ سے پہلے حضرت نے بہت سے لوگوں سے مصافحہ کیا مگر خاموش رہے اور جیسے ہی میں نے مصافحہ کیا حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر غور سے میرا چہرہ دیکھنے لگے۔ نگاہ کشف و کرامت کو کچھ نظر آ گیا تھا فرمایا۔ تو رات میں خوب درود شریف پڑھتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور! آپ ہی کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں۔ فرمایا۔ پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھو۔

راقم الحروف نے واقعہ کے راوی جمال صاحب سے پوچھا کہ درود شریف کی کثرت کرنے والے کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے یا مدینہ شریف میں اسکی حاضری ہو جاتی ہے۔ آپ کے

ساتھ کیا معاملہ ہوا تو جواب میں انہوں نے بتایا کہ پیر و مرشد حضور ازہری میاں کی جانب سے تلقین درود کے طفیل زیارت نبی اقدس کی سعادت سے سرفراز کیا گیا ہوں۔ حضور نے کرم فرما دیا ہے اور ایک مرتبہ خواب میں دیدار کا شرف حاصل ہوا ہے۔

جان دیدو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائیگا

مورخہ ۲۸/ جون ۲۰۰۸ء کو حضرت مولینا حافظ امتیاز عالم نعمانی مصباحی خطیب و امام بھالو باسہ مسجد جمشید پور نے ایک مجلس میں راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ میں کلکتہ میں تعلیم کے دوران حضرت ازہری میاں سے مرید ہوا تھا مگر ازدھام کی وجہ سے چادر تھام کر مرید ہوا تھا۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر مرید ہونے کا شرف حاصل نہیں ہو سکا تھا، اسلئے دل میں ایک تشنگی کا احساس باقی رہ گیا تھا اور یہ تشنہ آرزو دل میں کچوکے لگاتی رہتی کہ کاش ہاتھ میں ہاتھ لیکر جی بھر کر زیارت کرتا۔ مورخہ ۳/ فروری ۲۰۰۳ء کو جب حضرت باری نگر جمشید پور کی کانفرنس سے فراغت پاکر ۴/ فروری کی صبح مدرسہ فیض العلوم تشریف لائے۔ میں فیض العلوم کے گیٹ پر کھڑا تھا۔ اسے حسن اتفاق پر محمول کیا جا سکتا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ

نگاہ کشف و کرامت تھی۔ مرشد کامل اپنے مرید صادق کی دلی کیفیت سے آگاہ تھے، اسلئے برسوں کی حسرت و آرزو کو شاد کام کرنے کیلئے یہ موقع عنایت فرمایا کہ مرشد و مرید کے درمیان آج کوئی تیسرا نہیں تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر حضرت سے ملاقات کی۔ پوری گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ جذبات مسرت سے لبریز ہو کر خوب دست بوسی کی اور جی بھر کر نورانی چہرے کی زیارت کی کہ آج برسوں کی مراد بر آئی تھی۔

راقم الحروف بھی نعمانی صاحب کے خیال سے پوری طرح اتفاق رکھتا ہے۔ اسلئے کہ مولانا موصوف کے مرید ہونے کا واقعہ بتاتا ہے کہ ان پر مرشد کی خاص توجہ تھی۔ مولانا موصوف کا بیان ہے کہ انکے والدین انہیں اسکول میں پڑھانا چاہتے تھے اور انہیں دینی تعلیم کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ اپنے اس شوق کی تکمیل میں گھر کو رکاوٹ سمجھتے ہوئے یہ بھاگ کر کلکتہ چلے گئے اور ایک دوکان میں مزدوری کرنے لگے۔ اور باقی بچے وقت میں ایک مدرسہ میں تعلیم کیلئے جانے لگے۔ دینی تعلیم میں انکے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے ایک صاحب نے مدرسہ حمایت الاسلام کلکتہ (بدعقیدوں کا مدرسہ) میں انہیں داخل کرا کے کھانے پینے اور رہائش کا باقاعدہ انتظام کر دیا۔ ذوق تعلیم کی تکمیل تو ہو رہی تھی مگر نہ جانے کیوں

دل میں ایک خلش تھی۔ طبیعت بے چین رہتی تھی جیسے اب بھی کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اسی اثنا میں یہ معلوم ہوا کہ کیننگ اسٹریٹ کلکتہ میں شام طیبہ نامی ایک بہت بڑی کانفرنس ہونے جا رہی ہے جس میں بریلی شریف کے ایک بہت بڑے حضرت تاج شریعت ازہری میاں قبلہ تشریف لا رہے ہیں۔ جناب لال بابو اور منظر صاحب وغیرہما کے زیر انتظام ہر سال ہونے والی اس کانفرنس میں شرکت کا بے پناہ اشتیاق پیدا ہو گیا بالخصوص حضور ازہری میاں کے دیدار کا شوق جنوں دل و جان کو بے تاب کئے جا رہا تھا۔ نعمانی صاحب کا بیان ہے کہ آخر وہ دن بھی آ ہی گیا۔ دیدار ہوا اور پہلی ہی نظر میں گھائل ہو گیا۔ چہرہ مبارک اتنا پرکشش اور نورانی تھا کہ میں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے برسوں کی منتظر سیپ کو موتی کا قطرہ مل گیا۔ جو کمی تھی آج پوری ہو گئی، جو خلش تھی آج دور ہو گئی۔ میں نے دامن تھامنے میں دیر نہیں لگائی اور اسی وقت مرید ہو گیا۔ حضور ازہری میاں کے دامن کرم سے وابستہ ہونے کا یہ فیض ہے کہ مجھے بد مذہبوں اور بدعقیدوں کی صحبت بد اور انکے مدرسہ سے نجات ملی اور میں نے اہل سنت و جماعت کے ایک مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور پھر وہ دن بھی آیا جب مجھے جامعہ اشرفیہ مبارکپور جیسی شہرہ

آفاق درسگاہ عظیم میں داخلے کا شرف ملا اور وہاں مکمل چھ سال کی تعلیم سے فراغت کے بعد آج تک دین وسنت کے کام میں مشغولیت کی سعادت سے سرفرازی کا زریں موقع حاصل ہے۔فالحمدللہ علی ذلک۔

دعا میں تاثیر: ۲۲/جون ۲۰۰۸ء کی بات ہے۔محبّ محترم جناب قاری عبد الجلیل صاحب صدر شعبۂ قرأت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے راقم الحروف سے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ۲۰۰۳ء میں حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ لکھنو کی ایک کانفرنس میں خطاب کیلئے مدعو تھے۔دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن میں دستار بندی کا موقع تھا۔ان دنوں لکھنو کے عوام بارش نہ ہونے سے پریشان تھے۔سخت قحط سالی کے ایام گذر رہے تھے۔لکھنو میں حضرت کے ورود مسعود کو غنیمت جان کر خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ حضور بارش کیلئے دعا فرما دیں۔ حضرت نے نماز استسقاء پڑھا کر دعا فرمائی۔ابھی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگوں نے بھیگ بھیگ کر دعا پوری کی۔

تعویذ میں تاثیر: راقم الحروف کوالجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں حصول علم اور فیض العلوم میں ملازمت کے دوران حضور

ازہری میاں قبلہ کی خدمت کرنے کا بار بار موقع ملا ہے۔اس خدمت سے خوش ہوکر حضرت نے خاص اپنے دست اقدس سے اپنا ایک شجرہ عطا فرمایا تھا۔آج سے تقریباً ۱۸؍سال قبل بھی جب حضرت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے تھے اس وقت جمشید پور کے ایک صاحب جنکا نام اب مجھے یاد نہیں رہا،حضرت کے پاس آئے اور عرض کی۔حضور! میں اور میری اہلیہ اولاد کیلئے فکرمند ہیں۔حمل ٹھہرتا تو ہے مگر چند دن یا چند ماہ کے بعد حمل کا اسقاط ہو جاتا ہے۔ ہر طرح کا علاج اور تدبیر کر چکا ہوں مگر اس نعمت سے محروم ہوں۔حضرت نے انہیں سات سوئیوں کا تعویذ بنا کر دیا اور دعا بھی فرمادی۔کچھ عرصہ کے بعد راقم الحروف سے خود صاحب واقعہ نے بتایا کہ حضرت کے تعویذ کی برکت سے اسقاط کا مرض زائل ہوگیا اور آج میں صاحب اولاد ہوں۔

جوہر خطابت : فن تقریر ایک مستقل شعبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔دوسرے فنوں کی طرح اس فن میں بھی حضور ازہری میاں کو کامل عبور حاصل ہے۔آپ کی تقریر نہایت جامع، پرمغز، دلآویز اور دلپذیر ہونے کے ساتھ ساتھ دلائل سے مزین ہوتی ہے۔فن خطابت کے اصول وضوابط سے واقف اور اہل فن کے ارشادات سے پوری طرح

آشنا ہیں۔ جو بات کہتے ہیں پر وقار آواز میں، فصاحت و بلاغت کے ساتھ، سامعین کی نفسیات کو سمجھ کر اور دل کی گہرائیوں سے کہتے ہیں۔ ''دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے'' کے مطابق آپ کی تقریر کے موثر نتائج بھی بر آمد ہوتے ہیں۔ ۲۰۰۲ء میں قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر آپ نے ایسی تقریر فرمائی کہ پورا مجمع وفورِ جذبات اور عالم وجد میں صدائے داد و تحسین بلند کر رہا تھا۔

جوہر خطابت فضل خداوندی ہے ورنہ سامعین پر اثر انداز ہونا اپنے بس کی بات نہیں۔ مشاہدہ ہے کہ ایک نامور مقرر نے ایک مقام پر اپنی تقریر سے سامعین پر وجد و حال کی کیفیت طاری کر دی مگر دوسری جگہ کی تو سامعین سو گئے یا اٹھ کر چلے گئے۔ لیکن حضور ازہری میاں قبلہ جب بھی تقریر فرماتے ہیں روحانی کیفیت جلوہ گر ہو جاتی ہے اور آپ ''وَقُوْلُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا'' پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ ۲۰۰۸ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ کی تقریر کے بعد حضرت نے ایک اثر انگیز تقریر فرمائی اور محدث کبیر کی تصدیق و توثیق میں فرمایا کہ مسلک اعلیٰ حضرت حق ہے اور پوری طرح واضح کر دیا

کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی مسلک اہل سنت ہے اور مجمع کو وصیت فرمائی کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر ثابت وقائم رہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔

انگریزی زبان پر قدرت: سیاح یورپ وایشیا حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک مرتبہ بیرون ہند کی سیاحت کے دوران پیش آمدہ اہم اور تعجب خیز واقعات کا ذکر فرما رہے تھے۔ غالباً ہالینڈ میں منعقدہ ایک کانفرنس کے بارے میں بیان فرمایا کہ ”کانفرنس میں حضرت ازہری میاں ایک بڑے مجمع سے اردو زبان میں خطاب فرمارہے تھے۔ سامعین میں اکثریت اردو زبان سے بہت زیادہ مانوس نہیں تھی۔ اچانک مجمع کی طرف سے کچھ آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت ازہری میاں نے اسٹیج پر موجود حضرات سے دریافت فرمایا کہ یہ بے ہنگم آوازیں کیسی ہیں؟ اور لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ لوگ انگریزی زبان میں تقریر کرنے کی گذارش کر رہے ہیں۔ اتنا سنتے ہی آپ نے زیرلب مسکرا کر اپنی آنکھیں بند کرلیں جیسے مراقبہ میں چلے گئے ہوں یا تصور شیخ میں مستغرق ہو گئے ہوں۔ چند منٹ اسی کیفیت میں رہنے کے بعد آپ نے اپنی آنکھیں کھول کر پورے مجمع پر ایک بھرپور نظر

ڈالی پھر لب وا ہوئے تو دہن مبارک سے انگریزی زبان میں فصاحت و بلاغت کا گویا دریا بہنے لگا۔ فصیح و بلیغ انگریزی زبان میں نہایت جامع، بے حد پر مغز و دلپذیر ایسی برجستہ تقریر فرمائی کہ حاضرین وسامعین حیرت واستعجاب کے سمندر میں غوطہ لگانے لگے۔''

قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ اس واقعہ کو بیان فرمایا تھا۔ ان کی حیرت کا باعث یہ بات ہوسکتی ہے کہ حضور ازہری میاں فاضل مصر اور عالم علوم عربیہ ہونے کے ساتھ ساتھ قادر الکلام عالم زبان انگریزی بھی ہیں یا اس طرح برجستہ اچھوتے انداز میں انگریزی زبان میں تقریر کر لینا بطور کرامت تھا۔ دونوں میں سے جو بھی وجہ ہو بہر صورت حضور ازہری میاں کا کمال ذاتی اور تفوق علمی خوب عیاں ہے۔

انگریزی زبان میں آپ کی اس قدر مہارت سے اندازہ ہوا کہ حضرت ازہری میاں کو نہ صرف عربی، فارسی اور اردو ادب پر عبور حاصل ہے بلکہ انگریزی زبان میں بھی آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ آپ کے سہ لسانی ادب پر ملکہ کے حوالے سے آپ کا وہ کلام شاہد عدل ہے جو حضرت احسن العلماء حیدر حسن مارہروی علیہ الرحمہ کی منقبت میں ہے۔

لیکن ساؤتھ افرقہ اور زمباوے وغیرہ کی آپ کی انگریزی زبان کی تقاریر بین ثبوت ہیں کہ آپ کو چہار لسانی ادب پر عبور حاصل ہے۔ بقول حضرت محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی دامت برکاتہم العالیہ ''میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے۔ اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے''۔

قرأت قرآن : تجویداور خوش الحانی، قرأتِ قرآن کریم کیلئے اہمیت کی حامل ہیں۔ جنکے بارے میں قرآن و حدیث میں صراحت موجود ہے۔ تجوید کے بارے میں ارشاد ہے۔ ''وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَــرْتِيْلًا '' یعنی قرآن کو تجوید الحروف اور معرفۃ الوقوف کی رعایت کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اور خوش الحانی کے بارے میں حدیث میں ارشاد ہے۔ ''زَيِّـنُوْا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ '' یعنی قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھو۔ دوسری حدیث میں ہے۔ ''اِقْرَأُوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ '' یعنی قرآن کو عربی لہجے میں پڑھو۔ مگر اس زمانے میں عوام تو عوام ہیں بعض ائمہ مساجد بھی ایسے ہیں جو تجوید کی رعایت سے نا آشنا ہیں اور

بعض مخارج کی ادائیگی تو کر لیتے ہیں مگر مشق نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کو غیر عربی لہجے میں پڑھتے ہیں۔ بسا اوقات ان سے فساد معنی بھی ہو جاتا ہے اور مقتدیوں کی نمازیں باطل ہو جاتی ہیں گویا یہ لوگ اپنا اور اپنے مقتدیوں کے گناہوں کا بوجھ اپنے سروں پر اٹھائے اہل ثروت اور چاپلوسی پسند اراکین مسجد کے دروازوں کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔

راقم الحروف سے محبّ محترم مولیٰنا امتیاز صاحب نعمانی خطیب و امام بھالو باسہ واستاذ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے ایک مجلس میں بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور ازہری میاں قبلہ میرے زمانۂ طالب علمی میں شہرہ آفاق دینی ادارہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور تشریف لائے اور مغرب کی نماز میں امامت فرمائی۔ مقتدیوں کی طبیعت جھوم اٹھی، دل و دماغ باغ باغ ہو گیا۔ آپ نے تجوید کی بھرپور رعایت اور ایسی زبردست خوش الحانی کے ساتھ تلاوت قرآن فرمائی کہ ہر مقتدی حسن قرأت کا قائل ہو گیا حالانکہ ہمارے دلوں میں یہ خیال تھا کہ حضرت تو محض ایک پیر ہیں۔ عام پیروں کی طرح آپ بھی تجوید و خوش الحانی سے نا آشنا ہونگے مگر یہ خیال خام تھا۔

اخلاق و عادات : راقم الحروف کو حضور تاج الشریعہ کی

سفر میں کئی بار زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور حضر میں بھی آپ سے ہمکلام ہونے کی سعادت سے سرفراز ہونے کا موقع متعدد بار ملا ہے۔ سفر ہو کہ حضر میں نے ہر بار آپ کی خوش اخلاقی کا بھرپور مشاہدہ کیا۔ آپ کی کریمانہ عادت سے بے حد متاثر ہوا۔ کبھی بھی آپ نے تند مزاجی اور ترش روئی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ہاں عام باتوں لا یعنی طویل بات کرنے پر خفگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تاکہ ان کا قیمتی وقت قوم مسلم کے کام آئے۔

۴رفروری ۲۰۰۳ء کی صبح میں باری نگر ٹیلکو سے روانہ ہونے کے بعد مدرسہ فیض العلوم میں جب آپ پہنچے تو میں نے اپنے دونوں بچوں محمد اویس رضا قادری اور محمد جنید رضا غوثی کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ذرہ برابر بھی کبیدگی کا اظہار نہیں فرمایا اور میرے دونوں بیٹوں کو شفقت و دعا سے نوازنے کے بعد شرف بیعت سے بھی سرفراز کر دیا۔ تعارف کے بعد عزیزم جنید رضا کے سر پر ہاتھ بھی پھیرا اور دعا بھی دی۔

راقم الحروف کو متعدد کانفرنسوں میں اور حضور کی قیامگاہ میں صحبت و خدمت کا موقع ملا۔ ایک بار کلکتہ سے بذریعہ ٹرین جمشید پور آنے کے دوران ایک ہی ٹرین سے سفر کرنے کا زرین موقع بھی ملا۔ الجامعۃ الاشرفیہ

مبارکپور میں زمانۂ طالب علمی میں، مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں زمانۂ درس وتدریس میں اور باری نگر ٹیلکو جمشید پور میں حضرت کے قیام کے دوران میں نے آپ کے اخلاق کریمانہ کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا۔

راقم الحروف ایک بار عرس رضوی کی تقریبات مبارکہ سے فراغت کے بعد سیدنا اعلی حضرت اور سیدنا مفتی اعظم ہند قدست اسرارہما کے پیر خانہ میں برائے زیارت حاضر ہوا جو مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ میں ہے۔ ایک دن وہاں گذارنے کے بعد دوسرے دن واپسی میں بریلی شریف پہنچ کر حضرت تاج الشریعہ کے دارالافتاء میں حاضر ہوا تو وہاں حضرت کے علاوہ محبّ محترم مولٰینا مفتی محمد یونس رضا اویسی رضوی اور حضرت مولٰینا مفتی عبدالرحیم نشتر بھی موجود تھے۔ میرے وہاں پہنچنے پر حضرت نے زبردست خوش اخلاقی اور بے مثال ذرہ نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ سے میرا مدعا پوچھا پھر مدعا رکھنے کیلئے اپنا قیمتی وقت دیا ہم کلامی کا شرف بخشا یہاں تک کہ کھانا کھا کر ہی جانے کا حکم فرمایا۔ فقیر راقم الحروف کو حضرت کی بارگاہ عالی سے ایسے حسن سلوک، خوش اخلاقی کے عظیم برتاؤ اور بااصرار دعوت طعام دینے اور اپنے لنگر خانے سے بطور خاص نوازے جانے پر حاصل ہونے والی مسرت کو الفاظ کی لڑی میں

پرویا نہیں جاسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس فقیر نوری پر سیدنا اعلیٰ حضرت، پیر ومرشد سیدنا مفتی اعظم قدس سرہما اور ازہری میاں قبلہ کا بے پناہ فیضان اور کرم نوازی ہے۔ جو ملا ان کے صدقے میں ملا۔

اللہ جل شانہ نے نبی بے مثال صاحب حسن و جمال، پیکر جود و نوال، مالک فضل وکمال ﷺ کے صدقہ وطفیل میں حضور تاج الشریعہ قبلہ کو تین خوبیوں سے خوب نوازا ہے۔ حسن و جمال بھی عطا فرمایا ہے۔ جو دونوال کی نعمت سے بھی سرفراز کیا ہے اور فضل وکمال کی خوبی سے بھی مشرف فرمایا ہے۔ ان تینوں میں سے ایک ہی خوبی کسی کو اپنا شیدا بنانے کیلئے کافی ہے جبکہ حضور ازہری میاں قبلہ کے اندر یہ تینوں محاسن بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دین وسنت کے لئے آپ کے اخلاص، جذبۂ ایثار اور بے لوث خدمات کے پیش نظر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی ذات جامع الصفات ہے۔ آپ آبروئے اہلسنت، بقیۃ السلف، مصلح قوم اور محسن ملت ہیں۔ آپ کا وجود مسعود پوری ملت کیلئے غنیمت ہے۔ ان ہی اوصاف جمیلہ اور خصائل حمیدہ کی بدولت دنیائے سنیت میں آپ ہمیشہ بے پناہ عقیدت، بے غرض محبت اور بے حد احترام کے ساتھ دیکھے جاتے رہیں گے اور دیکھا جانا بھی چاہئے۔

حضور ازہری میاں کی بے لوث دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ان کے مریدین ہی نہیں بلکہ ان کے شیدائی اور فدائی معتقدین بھی ان کے حالات زندگی پر مضامین اور مقالے تحریر کرتے ہیں۔ابھی حال ہی میں ایک معرکۃ الآراء مضمون نظر سے گذرا جسے مولانا مفتی محمد یونس رضا اویسی رضوی نے لکھا ہے اور جو ماہنامہ سنی دنیا مجریہ جون ۲۰۰۸ء میں زندگی کے چند اہم گوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ''علامہ ازہری اور علماء عرب'' کے عنوان سے چھپا ہے۔ایک مسرت افزا بات یہ بھی ہے کہ مولانا شاہد القادری مٹیا برج کلکتہ آپ کے حوالے سے ایک ضخیم نمبر بھی نکال چکے ہیں۔بلا شبہ یہ زرین کارنامہ ہے اور حضرت کی بارگاہ عالی میں ایک بیش قیمت نذر عقیدت ہے۔

اظہار عقیدت میں دیوانہ پن : راقم الحروف نے کسی کتاب میں یہ لطیفہ پڑھا تھا کہ ایک پیر صاحب نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ داڑھی رکھو،اسکے بے شمار فوائد و برکات ہیں۔سادہ لوح مریدین نے اس کا مطلب یہ نکالا کہ حضرت کی داڑھی کے بالوں کو اپنے پاس رکھنے سے برکات حاصل ہونگے لہذا مریدین نے آپس میں طے کیا کہ پیر صاحب جب سو رہے ہونگے تو ہم لوگ ان کی داڑھی اکھیڑ

کر اپنے درمیان بالوں کو تقسیم کرلیں گے۔ پیر صاحب کو آرام کرتا ہوا پایا تو موقع غنیمت شمار کرتے ہوئے ان کی داڑھی کے بال پکڑ کر نوچنے کے ارادے سے جیسے ہی حرکت دی پیر صاحب کی آنکھ کھل گئی اور حیرت سے فرمایا کہ یہ تم کیا کرنے جارہے ہو۔ مریدین نے کہا کہ آپ کے حکم کی تعمیل کررہے ہیں۔ آپ کی داڑھی کے بال اپنے پاس رکھیں گے تاکہ فوائد و برکات حاصل ہوں۔

یہ لطیفہ کبھی کسی کتاب میں صرف پڑھا تھا مگر اب حضور ازہری میاں قبلہ کے کچھ مریدین کو اسی حال میں دیکھتا ہوں۔ چند اہل عقیدت جوش محبت میں ایک ساتھ مصافحہ کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی عمامہ شریف کو متبرک سمجھ کر اسے چومنا چاہتا ہے۔ کوئی اسے چھونے کی خواہش میں پکڑ کر کھینچ لیتا ہے۔ کوئی آپ کا پیرہن مبارک ہی پھاڑ ڈالتا ہے۔ کوئی ہاتھوں کو زخمی کردیتا ہے۔ ان وجوہات کے سبب حضرت کو سخت تکلیف پہنچتی ہے، کبھی ناراض ہوجاتے ہیں اور جلال کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔

چند سال پہلے الجامعۃ الاشرفیہ میں حسب دستور ایک فقہی سمینار منعقد ہوا تھا جسمیں حضرت محدث کبیر، حضرت عزیز ملت اور حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سرپرست کی حیثیت سے تھے اور اس

میں حضور ازہری میاں کے علاوہ قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ راقم الحروف سمینار سے فراغت کے بعد بغرض زیارت حضور ازہری میاں قبلہ کی قیام گاہ پر پہنچا تو وہاں دیکھا کہ طلبہ کی بھیڑ لگی ہوئی ہے اور دست وقدم بوسی پریشان کن حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ حضرت کو اس قدر تکلیف پہنچائی گئی کہ آپ جلال میں آگئے تھے۔ اتنے میں راقم الحروف نے دور سے قائد اہل سنت کو قیام گاہ کی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تو میں نے حضرت کی توجہ موجودہ تکلیف دہ صورت حال سے ہٹانے اور حضرت کو جلال سے جمال میں لانے کیلئے فوراً عرض کیا حضور! آپ سے ملاقات کیلئے قائد اہل سنت تشریف لا رہے ہیں۔ چند لمحے کے بعد میرے کہنے پر حضرت کی توجہ بٹ گئی اور آپ کی کیفیت معمول پر آ گئی۔ سارا جلال تھم گیا۔ قائد اہل سنت کو آتا دیکھ کر طلبہ کی بھیڑ بھی چھٹ گئی اور پھر یہ دونوں بزرگ حضرات محو تکلم ہو گئے۔ اس وقت حضرت کے پاس بغرض زیارت تو گیا ہی تھا اور اس غرض سے بھی گیا تھا کہ استاذ گرامی ادیب شہیر حضرت مولٰینا یسین اختر صاحب مصباحی نے ایک فتوٰی پر دستخط کرانے کے لئے بھیجا تھا۔

۲۰۰۲ء میں حضور ازہری میاں قبلہ عرس چہلم قائد اہل سنت کے

موقع پر جمشید پور تشریف لائے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کیلئے فیض العلوم مکہ مسجد آئے تو آپ ہی نے امامت فرمائی۔ پوری مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ نماز کے بعد سارے لوگ امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح مصافحہ کرنے کیلئے ایک ساتھ آگے بڑھے۔ حضرت پریشان ہو گئے وہ تو اچھا ہوا کہ چند ہوشیار نوجوانوں نے صورت حال کی نزاکت کو بھانپ لیا اور مورچہ یوں سنبھال لیا کہ آپ کے اردگرد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ایک حصار بنا لیا اور اپنے گھیرے میں لیکر مسجد کے باہر کھڑی کار تک لاکر کسی طرح اندر بٹھایا مگر اس دوران بعض کرم فرماؤں نے عمامہ شریف کو تبرک بنانے کی کوشش کر ہی ڈالی تھی۔

۱۱ر جولائی ۲۰۰۸ء کو ضلع ہزاریباغ کے قصبہ گھاٹو میں ایک مسجد کے افتتاح کیلئے حضور ازہری میاں قبلہ تشریف لائے تو شوق زیارت میں مدرسہ فیض العلوم کے چند طلبہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ حافظ مولوی شہنواز عالم متعلم درجۂ فضیلت کا بیان ہے کہ لوگ حضور سے ملاقات کیلئے دیوانگی کی حد پار کر گئے اور ایسی تکلیف دہ صورت حال پیدا ہوگئی کہ حضور ازہری میاں کے داماد حضرت مولینا شعیب رضا صاحب کو یہ کہنا پڑا کہ آپ حضرات کی عقیدت ومحبت کا تقاضا تو یہ کہتا ہے کہ میں حضرت کو

یہاں برابر لے کر آؤں مگر مصافحہ کرنے کا طریقہ مجھے روکتا ہے۔ مصافحہ کرنے کا یہ طریقہ نہایت تکلیف دہ اور پریشان کن ہے۔

مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے شعبۂ قرأت کے صدر اور استاذ محبّ محترم جناب قاری عبدالجلیل نے راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ میں نے متعدد ایسی کانفرنسوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے جن میں حضرت بھی جلوہ بار تھے لیکن میں نے سب سے زیادہ بے قابو مجمع کرہٹیا بازار ضلع ویشالی بہار میں دیکھا۔ وہاں حضرت کے دیدار کیلئے اتنی زبردست بھیڑ اکٹھی ہوگئی کہ شمار سے باہر ہے۔ عوام تو عوام ہیں علمائے کرام بھی کافی تعداد میں پہنچ گئے، حالانکہ اسٹیج بہت بڑا بنایا گیا تھا مگر اتنے علماء جمع ہو گئے کہ اسٹیج کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ زمین بوس ہو گیا پھر علمائے کرام کیلئے کرسیاں لگائی گئیں۔

اس پورے واقعہ میں اہم بات یہ ہے کہ جس وقت حضور ازہری میاں قبلہ اسٹیج کے قریب پہنچے اور آپ کے آپہنچنے کا اسٹیج سے اعلان ہوا تو لوگوں کا ریلا یکے بعد دیگرے آپ کی طرف بڑھنے لگا۔ لوگ مصافحہ کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کیلئے تکلیف دہ حد تک بے قابو ہو گئے۔ صورت حال جب حد سے زیادہ پریشان کن اور اذیت

ناک ہوگئی تو حضرت ناراض ہوکر واپس قیام گاہ کی طرف چلے گئے اور دوبارہ تقریباً چار بجے صبح کو اسٹیج پر تشریف لائے اور آغاز تقریر ہی میں فرمایا کہ میں نے ناراض ہوکر آپ حضرات کو سخت وسست کہہ دیا تھا۔ معذرت خواہ ہوں ۔بات دراصل یہ ہے کہ ملنے اور مصافحہ کرنے کا طریقہ وہ نہیں ہے جو آپ حضرات نے اپنایا تھا۔

عقیدت کی دیوانگی سے بچنا نعمت غیر مترقبہ

غیر مترقبہ : جلسہ اور کانفرنس کے منتظمین پر یہ خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس طرح کی پریشان کن نوبت نہ آنے دیں اور اللہ والوں سے ملنے کی خواہش اور تڑپ رکھنے والے میکشوں کی بے اعتدالی کو قابو میں رکھنے کا انتظام فرمائیں۔یہ قصور ہے مگر محبت کا قصور ہونے کی وجہ سے قابل مذمت تو نہیں ہے لیکن تکلیف دہ ہونے کے سبب اس کا سد باب ضروری ہے۔

۲۰۰۳ء میں مدرسہ تنویر الاسلام ٹیلکو جمشید پور میں مسجد رضا کے سنگ بنیاد کیلئے منعقدہ کانفرنس کے منتظمین نے مجمع کو قابو میں رکھنے کا ایسا انتظام کیا تھا کہ ملنے اور مرید ہونے والوں کو کوئی دشواری نہ ہوئی اور نہ ہی حضرت کو کوئی زحمت۔قابل مبارکباد ہیں جناب الحاج جعفر انصاری

صاحب، صوفی عبد الرشید صاحب مرحوم، مولٰینا ضیاء اللہ، حافظ مبارک حسین، حافظ اشرف اللہ، مولٰینا شعبان صاحبان اور دیگر منتظمین کانفرنس کہ تکلیف دہ صورت حال پیدا ہونے کی نوبت ہی نہیں آنے دی۔

محبّ گرامی مولٰینا ضیاء اللہ صاحب صدر المدرسین مدرسہ تنویر الاسلام وغیرہ کا بیان ہے کہ کانفرنس ختم ہونے کے بعد دوسرے دن صبح کو بوقت رخصت ہم لوگوں نے حضرت سے عرض کیا۔ ''حضور! ہم سے کچھ خطا ہوگئی ہوتو معاف فرمائیں۔'' یہ سنکر حضرت مسکرائے اور جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی یہاں کافی اطمینان اور سکون ملا۔ اگر آپ لوگوں کی طرف سے کبھی بلاوا آئیگا تو میں ضرور آؤں گا یہاں بہت سکون ملا ایسا سکون میرے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے دوسری جگہ لوگ اظہار عقیدت کے بیجا طریقے سے مجھے پریشان کر دیتے ہیں۔ مولٰینا ضیاء اللہ صاحب مذکور کا بیان ہے کہ حضرت کی جانب سے سکون و اطمینان کا اسطرح اظہار کرنے پر ہم لوگ مسرت وشادمانی کے جذبات سے سرشار ہوگئے۔

فیض العلوم اور اسکے طلبہ سے محبت :

جھارکھنڈ میں شہر شہر، قریہ قریہ یہ مسرت انگیز خبر عام ہوگئی کہ ضلع ہزاریباغ

کے علاقہ گھاٹو میں ایک مسجد کے افتتاح کیلئے حضور ازہری میاں قبلہ مورخہ ۷؍رجب المرجب ۲۹ھ بمطابق ۱۱؍جولائی ۲۰۰۸ء کوتشریف لا رہے ہیں۔ ہر چہار جانب سے عقیدت مندوں کے قافلے ہزار یباغ کی طرف رواں دواں ہونے لگے۔ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور سے بھی دو سوموکاروں پر سوار، ایک میں چودہ اور دوسری میں دس طلبہ کا قافلہ ہزار یباغ کی طرف روانہ ہوا۔ چودہ طلبہ کو لیکر جانے والی سوموکار کو وہاں پہنچنے میں تاخیر ہوگئی، اسلئے حضرت سے ملاقات کی آرزو تشنہ رہ گئی اور وہاں معلوم ہوا کہ حضرت رانچی ایرپورٹ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ چودہ طلبہ کا یہ قافلہ رانچی ایرپورٹ کی طرف چل پڑا وہاں خبر ملی کہ ابھی فلائٹ میں کچھ وقت باقی ہے مگر ملاقات وزیارت کی کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی تھی۔ اچانک حضرت کے داماد گرامی قدر جناب مولانا شعیب رضا صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ متعلمین مدرسہ حافظ شہنواز رضا، مولوی غلام احمد رضا اور مولانا سید تاج الدین وغیرہم کی امیدیں جاگ اٹھیں۔ یہ لوگ تیزی سے آگے بڑھے اوران سے ملاقات کی کوئی صورت نکالنے کی التجا کی۔ اوران سے سخت بے تابی کے ساتھ منت کی کہ ملاقات کرانے میں دیر نہ کریں ورنہ فلائٹ کا وقت ہو جائیگا اور جمشید پور سے

ہزار یباغ اور ہزار یباغ سے یہاں رانچی تک کی دوڑ دھوپ بیکار چلی جائیگی۔ان کی درخواست پر جناب مولانا شعیب رضا صاحب حضرت کی خدمت میں جب پہنچے تو حضرت اپنی جگہ سے اٹھ کر روانگی کیلئے چل پڑے تھے اور جیسے ہی مولانا شعیب رضا صاحب نے عرض کیا کہ حضور! یہ چند طلبہ صرف آپ کی زیارت کا شوق لیکر مدرسہ فیض العلوم سے آئے ہوئے ہیں۔فیض العلوم اور اس کے طلبہ کا نام سنتے ہی حضرت ٹھہر گئے۔ طلبہ آگے بڑھے ھدیۂ سلام پیش کرنے کے بعد مصافحہ کیا اور پھر حلقۂ ارادت میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت نے ذرہ نوازی کرتے ہوئے ایر پورٹ کے ایک ہال میں مولانا سید تاج الدین کے رومال کے توسط سے طلبہ فیض العلوم کو سلسلۂ رضویہ برکاتیہ قادریہ میں داخل فرمالیا۔

رخ زیبا کا جلوہ : مورخہ ۲۸/جون ۲۰۰۸ءکو قاری عبد الجلیل صاحب مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے ایک نشست میں راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ حضور ازہری میاں قبلہ کی وجہ سے جوڑا پوکھر ضلع دھنباد جھارکھنڈ کے باشندے مسمی عبد المنان اور ان کا پورا گھرانہ بدعقیدگی سے تائب ہوگیا واقعہ کی تصدیق کیلئے راقم السطور نے

۱۱؍رجب المرجب مطابق ۱۵؍جولائی ۲۰۰۸ء کوعبدالمنان صاحب سے موبائل سے رابطہ کیا تو موصوف نے واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ چندسال پہلے ضلع دھنباد کے چوتھائی کلی جھریا کے علاقہ میں حضورازہری میاں کی تشریف آوری کا چرچا ہر عام وخاص کی زبان پر تھا۔ جیسے جیسے حضرت کے آنے کی تاریخ قریب آ رہی تھی حضرت کی زیارت و دیدار کا شوق بھی بڑھتا جارہا تھا۔ حالانکہ میں بدعقیدہ وہابی تھا مگرحضرت کے بارے میں اتنا کچھ سنا کہ ان کی آمد کا بے تابی سے منتظر تھا۔ آخروہ دن بھی آ گیا کہ حضرت تشریف لے آئے اورلوگ ان سے ملاقات کیلئے جوق در جوق جانے لگے۔ اوروں کی طرح میں بھی پہنچا۔ آپ کے نورانی چہرے پر جیسے ہی میری نظر پڑی میرے دل کی دنیا روشن ہوگئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ایسے ویسے کا نہیں بلکہ اللہ والے کا چہرہ ہے۔ میں نے فوراً دامن تھام لیا اوراپنے تمام باطل عقائد سے تائب ہو کرآپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگیا۔ عبدالمنان صاحب موصوف نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے راقم الحروف کو بتایا کہ وہ چکائی ودھان سبھا ضلع جموئی بہار کے رہنے والے ہیں۔ یہ وہ گاؤں ہے جو پورا کا پورا وہابیوں اوردیوبندیوں کا ہے۔ میں خودبھی وہابی تھااورمیرے پورے گھر

والے بھی سب کے سب بد مذہب تھے مگر پھر حضرت کا یہ فیضان ہمارے اوپر ہوا کہ میرے ساتھ ساتھ میرے گھر کے سارے لوگ بھی خوش عقیدہ سنی ہو گئے اور حضرت کے عقیدت مند بھی۔ اور اب حضرت سے نسبت کا فیض ہے کہ آج ہم سب فیوض و برکات سے مالا مال ہیں۔

یاد محبوب ہے شب شکن : کم ظرف اور نادان سوال کرتے ہیں کہ بزرگان دین کا چرچا کیوں کیا جاتا ہے۔ عقل و سمجھ ہوتی تو جان لیتے کہ بزرگان دین ایمان و عمل کے رہبر و رہنما ہیں۔ آج سرزمین ہند میں اسلام کی شمع حضرت خواجہ اور دیگر بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے صدقہ میں روشن ہے بلکہ پوری دنیا میں جہاں کہیں اسلام کا چراغ جل رہا ہے ان ہی بزرگان دین وملت کا فیض و کرم ہے۔ یہ اللہ والے ہمارے لئے نعمت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اسکی نعمت کا چرچا کریں۔ فرمایا ''وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ''۔ اپنے رب کی نعمت کا خوب خوب چرچا کرو۔

بلا شبہ حضور تاج الشریعہ، حافظ ملت، مجاہد ملت، ملک العلماء، حجۃ الاسلام، صدر الافاضل، صدر الشریعہ، مفتی اعظم ہند، امام احمد رضا، حضرت خواجہ پیا اور پیروں کے پیر حضور غوث الوریٰ علیہم الرحمۃ و

الرضوان سب کیلئے اللہ کی رحمت اور بڑی نعمت ہیں۔ ان نعمتوں کو تا قیامت یاد کیا جائیگا۔ ہر آن ان کا چرچا کیا جائیگا۔ اہل ایمان کے دل ان کی چاہتوں کے سرور سے مسرور اور چہرے ان کی محبتوں کے نور سے ہمیشہ ہمیش جگمگاتے رہیں گے، ان کا ذکر کرتے اور رحمت الٰہی کی بارشوں میں نہاتے رہیں گے۔ روایتوں میں آیا۔

عِنْدَ ذِكْرِ الصّٰلِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ (یعنی جہاں نیکوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے)

لا ریب ان علمائے ربانین اور اولیائے محبوبین کو یاد کر کے دل کو روحی غذا پہونچائی جائے گی۔ کیونکہ عاشق ومحبّ کو اپنے محبوب کا تذکرہ خوب اچھا لگتا ہے۔ اللہ ان محبوبوں کا محبّ ہے تو یقیناً ان محبوبوں کا تذکرہ بھی اسے ضرور پسند آئیگا۔ پھر ہم بھی ان کے عاشق ومحبّ ہیں پھر کیوں ہمیں ان کے حالات طیبہ کو لکھنا پڑھنا سننا سنانا اچھا نہ لگے۔ یہ بھی تو دستور ہی ہے کہ محبوب کو بھی اپنے عاشق ومحبّ کا ذکر بھلا معلوم ہوتا ہے۔

ان برگزیدہ اور پاک طینتوں کے حالات سے ہم اہل سنت اس لئے رطب اللسان نظر آتے ہیں کہ ان کے حالات زندگی کو لکھنے اور پڑھنے سے لامحالہ یہ جذبہ موجزن ہوتا ہے کہ ان کو یہ سعادت وخوبی فضل

الٰہی سے ملی اور اس لئے کہ وہ علم اور اعمال صالحہ سے مزین تھے تو ہم بھی اپنے اعمال کو درست کریں اور قرب الٰہی وحسن عمل کے اسباب کی طرف قدم بڑھائیں تا کہ ان کے پختہ غلام اور مقرب بارگاہ الٰہی ہو جائیں۔ اس طرح یہ دعوت وتبلیغ کا بہترین ذریعہ، عبرت ونصیحت کا تحفہ اور آخرت کا عظیم ترین توشہ ہے۔

ہم نے یہ ساز اس لئے بھی بجایا ہے کہ ولایت وروحانیت کے یہ نفوس قدسیہ ہمارے اس طرح کرنے سے خوش ہونگے تو پریشانی کے وقت وہ ہمیں یاد کریں گے، اپنے دامن کرم میں جگہ دیں گے اور بحیثیت وسیلہ فریاد رسی فرمائیں گے۔ یہ سلسلہ بہت پرانا ہے۔ ہزاروں سال پرانا ہے، کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہر دور میں برگزیدہ اور صالح بندگانِ خدا کے حالات کو قید تحریر میں لایا گیا۔ اور چھوٹی قسمت کو چمکایا گیا۔ کیونکہ ان کا ذکر دلوں کا چین، آنکھوں کی ٹھنڈک، روحوں کی بالیدگی اور فکروں کی پاکیزگی کا احسن ذریعہ ہے۔ کسی کو اس کی ظاہری زندگی میں یاد کیا گیا اور کسی کو بعد وصال۔ ظاہری زندگی میں حالات زندگی کو حیطۂ تحریر میں لانے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان خاصانِ خدا کو پڑھ کر عوام الناس ان سے قریب ہونگے، بدمذہبیت وگمراہیت سے نجات پائیں گے اور ان

کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونگے۔اور اگر کسی روایت کے نقل میں غلطی ہوئی تو اس کی اصلاح بھی کر دی جائے گی۔انہیں جذبات دروں کے تحت بہت کچھ لکھا گیا اور انشاء اللہ المولی الکریم لکھا جا تا رہے گا۔

میری نگاہوں نے جھک جھک کے لے لئے بوسے
جہاں جہاں سے تقاضائے حسن یار ہوا

ایک کرامت : کئی سال قبل ایک سفر میں ایک مولٰینا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ پہلے ان سے شناسائی تھی مگر کئی سال سے ملاقات بات نہیں، اس لئے بروقت ان کا نام سطح ذہن پر نہیں۔انہوں نے دوران گفتگو راقم السطور سے فرمایا کہ حضور میں سخت بیمار پڑ گیا تھا۔ ڈاکٹر سے چیک کروایا تو اس نے رپورٹ دیکھنے کے بعد کہہ دیا کہ تمہیں کینسر ہے۔اس کے بعد میں بہت گھبرا گیا اور فکر وصدمہ میں رہنے لگا۔ جب کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا تو ڈاکٹری رپورٹ لیکر بریلی شریف پہونچا، حضرت ازہری میاں قبلہ سے ملاقات کی اور عرض کی، حضور! مجھے کینسر ہو گیا ہے۔دعا فرمادیں کہ صحت یاب ہو جاؤں! حضرت نے فرمایا، تمہیں کینسر نہیں ہے۔میں نے کہا حضور ڈاکٹروں کا یہی کہنا ہے، حضرت نے پھر فرمایا کہ نہیں، تمہیں کینسر نہیں ہے۔میں نے ڈاکٹری رپورٹس پیش

کرتے ہوئے کہا کہ دیکھ لیں، ڈاکٹروں نے کینسر ثابت کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت جلال میں آ گئے اور رپورٹ کے دستاویز کو لے کر پھاڑ دیا اور فرمایا کہ میں نے تجھ سے کہہ دیا نا کہ تمہیں کینسر نہیں ہے۔ عالم کو کینسر نہ ہوگا۔

مولٰینا موصوف نے فرمایا کہ حضرت کی باتوں کو سن کر حیران و ششدر ہو گیا اور گھر واپس ہو کر پھر سے چیک کے مراحل کو طے کیا تو اللہ کی شان دیکھئے کہ اس مرتبہ ڈاکٹر نے رپورٹ دیکھنے کے بعد کہا کہ کینسر نہیں ہے۔

اس واقعہ پر آپ غور فرمائیں کہ ڈاکٹری رپورٹ کے بعد اس قدر اعتماد و وثوق کے ساتھ یہ کہہ دینا کہ تمہیں یہ بیماری نہیں، اور یہ واقعہ کے مطابق بھی ہو جائے تو یہ اللہ والے ہی کی زبان سے ہو سکتا ہے جس کی شان یہ ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یہاں مجھے بخاری جلد ثانی کتاب التفسیر ص ۶۴۶ کی ایک ثلاثی حدیث یاد آ گئی۔ حضرت انس کی پھوپھی رُبَیّع بنت نضر رضی اللہ تعالٰی عنہا

نے کسی وجہ سے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ دیا۔تو ربیّع کے خاندان والوں نے اس انصاری لڑکی سے معاف کر دینے کی گزارش کی مگر اس نے معاف نہ کیا اور وہ اور اس کے گھر والے نے کہا کہ ہم اس کے بدلے ان کا بھی دانت توڑیں گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ دانت کے بدلے دیت (روپے وغیرہ) لے لومگر پھر بھی وہ نہیں مانے اور حضور کے پاس مقدمہ لیکر آئے کہ ہم نہ معاف کریں گے، نہ ہی دیت لیں گے بلکہ دانت کے بدلے قصاص لیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے قصاص (دانت توڑے جانے) کا حکم دیدیا۔ صحابیٔ رسول انس بن نضر مچل گئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا میری بہن رُبَیّع کا دانت توڑا جائیگا؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہرگز اس کا دانت نہیں توڑا جائیگا۔ (ادھر یہ مچلے اور ادھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انصاری لڑکی کے خاندان والوں کے دل میں معافی کا جذبہ ڈال دیا) ان لوگوں نے ربیع کو معاف کردیا۔اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”اِنَّ مِنْ عِبادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلٰی اللّٰہِ لَا بَرَّہٗ“

(ترجمہ: یقیناً اللہ کے بندوں میں کچھ وہ ہیں کہ اگر مچل کر کسی بات میں وہ قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم ضرور پوری فرما دیتا ہے۔)

فخر ازہر ایوارڈ کا مستحق کون بنا :عالم اسلام کا سب سے بڑا دینی ادارہ جامعہ ازہر مصر ہے، جہاں دنیا بھر کے ہزاروں ہزار تشنگان علوم اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ اور جہاں کے اساتذہ وطلبہ کی اکثریت اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتی ہے۔ خود شیخ الجامعہ علامہ سید محمد طنطاوی اہل سنت و جماعت سے ہیں اور نجدیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔ تقریباً نوے طلبہ خود ازہری میاں کے مریدین ومعتقدین وہاں زیر تعلیم ہیں۔ پوری دنیا کے لئے عموماً اور ہند و پاک اور نیپال و بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے لئے خصوصاً یہ خبر مسرت افزا ہے کہ ۴؍مئی ۲۰۰۹ء کو جامعہ ازہر کے رئیس الجامعہ علامہ احمد طیب مدظلہ النورانی نے جامعہ ازہر کے ذمہ داران کی موجودگی میں خدمات دینی کو سراہتے ہوئے اہل سنت کے دلوں کی دھڑکن، بقیہ السلف، جانشینِ مفتی اعظم قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری کو جامعہ ازہر کا خصوصی ایوارڈ ''فخر ازہر ایوارڈ'' پیش کیا۔

یہ خبر مجھے کئی افراد کے توسط سے ملی۔ جونہی خبر ملی میں خوشی سے جھوم اٹھا۔ میں نے کئی اساتذۂ فیض العلوم کو ٹھنڈا منگوا کر پیش کیا۔ اور اپنی تالیف کردہ کتابوں کا سیٹ بہت معمولی ہدیہ میں دئے جانے کا اوفر نکالا اور بعض طلبہ کے ذریعہ اس اوفر کا اعلان کروایا۔ اس سے ایک فائدہ

یہ ہوا کہ اس کے چند دن کے بعد جھارکھنڈ کے امتحانات میں شرکت کے لئے وسطانیہ تا فاضل کے طلبہ فیض العلوم میں آئے تھے، انہوں نے بھی اس اوفر سے حظ وافر پایا۔ کافی کتابیں انہیں لینے کا موقع ملا۔

اس بشارت کے بعد اہلسنت و جماعت کو ناز کرنا چاہئے کہ ان کی جماعت میں ایک ایسی منفرد، بے مثال عبقری شخصیت موجود ہے جس نے ایسا قابل فخر ایوارڈ پا کر ان کے سروں کو اونچا کر دیا ہے اور جو اپنی گونا گوں صلاحیتوں کے پیش نظر یادگار رضا اور فخر ہند و پاک ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے مانے ہوئے قابل فخر ادارہ جامعہ ازہر کیلئے بھی باعث فخر ہے۔ جس طرح ایک ماں اپنے ناز کے پالے ہوئے سپوت پر فخر کرتی ہے ایک مادر علمی ہونے کی حیثیت سے جامعہ ازہر نے بھی اپنے لائق وفائق سپوت پر فخر وناز کیا۔

واضح رہے کہ اس سے قبل ۱۹۶۳ء میں بھی ایک بڑا ایوارڈ آپ نے وہاں سے پایا تھا۔ جب آپ نے جامعہ ازہر میں مسلسل تین سال تک تفسیر وحدیث کا خصوصی کورس مکمل کیا، ان میں مہارت تامہ حاصل کی، اور امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوئے تو اس کے صلے میں (مصر کے سابق صدر) کرنل ناصر نے جامعہ ازہر ایوارڈ اور سند امتیاز پیش کی تھی۔

بعید نہیں کہ علامہ ازہری نے علوم عقلیہ ونقلیہ سے مزین اور

مشائخ اہل سنت کے فیضان سے سرشار ہوکر اپنی تصنیف وتالیف، وعظ و تقریراور بیعت وارشاد کے ذریعہ پوری دنیامیں جووسیع پیمانے پہ اسلام و سنیت کی خدمات انجام دی ہیں اورنسبت ازہری کے حوالے سے جامعہ ازہر کا پرچار ہوا ہے، وہ جامعہ ازہر کے موجودہ فارغین میں سے کسی دوسرے سے نہ ہوا ہو۔اس لئے انہیں اپنا قابل افتخار سمجھا اورتمغۂ صد افتخار پیش کیا۔اس لئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ آپ سیدنا حضورغوث اعظم، امام اہلسنت سیدنا اعلیحضر ت اور تاجدار اہلسنت سیدنا مفتی اعظم ہند کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہیں جب ہی تو جہاں پورے عالم اسلام میں ایک عظیم عالم دین، اوراپنے دور کے سب سے بڑے پیر طریقت اور رہبر شریعت مانے جاتے ہیں وہیں مصر میں بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے اورانعامات سے نوازے جاتے ہیں۔اس تناظر میں بلاشبہ آپ ہی اس دور میں لائق وفائق یادگار رضا اور جانشین مفتی اعظم ہیں۔جس کی دھوم مچی ہے اور جس کی دھمک عالم عرب تک ہے ورنہ شاید ہی ہندوستان کے دوسرے خیمہ کے کسی فرد کو یہ ایوارڈ ملا۔

احباب کی زبانی پیغام مسرت سننے کے بعدہفت روزہ مسلم ٹائمز ممبئ کے شمارہ ۲۲ رتا ۲۸ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۸ رتا ۲۴ رمئی ۲۰۰۹ء کے سرورق پر یہ اعلان دیکھنے کو ملا۔جسکی سرخی یوں ہے۔

''حضرت ازہری میاں کو جامعہ ازہر مصر نے فخر ازہر ایوارڈ پیش کیا''

''حضور تاج الشریعہ کا چار روزہ دورۂ مصر''

نامہ نگار نے اپنے مضمون میں کئی گوشوں کو اجاگر کیا ہے اور اسے بہت بڑے اچھوتے انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ تحریر کی لذت و چاشنی سے محظوظ ہونے کے لئے دورۂ مصر اور ایوارڈ کی پوری تفصیل کو انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

''قاہرہ (طارق حسن و خالد المکی) مصر میں ۳/مئی ۲۰۰۹ء کا دن کیا تھا بلکہ ایک نورانی و عرفانی بہار تھی، دیرینہ خوابوں کی تعبیر تھی۔ ہزاروں عاشقان مصطفیٰ کے دلوں کی تمنا تھی کہ حضور جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری حفظہ اللہ نے اس دن اہل قاہرہ کو اپنے ورود مسعود سے مشرف فرمایا۔ حضرت تاج الشریعہ اہل مصر میں چار روز تک اپنے علم و عرفان کی خیرات بانٹتے رہے۔ اس دوران کیا عوام، کیا طلبہ، بڑے بڑے شیوخ بھی حضور تاج الشریعہ سے مستفیض ہوتے رہے۔ ۴/ مئی کو حضور تاج الشریعہ کی ملاقات مصر کے امام اکبر شیخ الازہر علامہ سید محمد طنطاوی سے مشیخۃ الازہر میں ٹھیک گیارہ بجے سے بارہ بجے تک رہی۔ مختلف موضوعات پر ایک گھنٹے تک گفتگو چلتی رہی۔ حضرت تاج الشریعہ نے اپنی اور اپنے جد اکبر سیدنا اعلیحضرت کی کتابیں پیش فرمائیں۔ شیخ

الازہر آپ کی علمی صلاحیت اور ورع وتقویٰ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور خوب تعظیم وتوقیر کے ساتھ پیش آئے۔ اور دو مسائل جن میں شیخ الازہر کا موقف حضور تاج الشریعہ کے موقف سے الگ تھا، مگر اس ملاقات میں انہوں نے حضور تاج الشریعہ کے موقف کی تائید کی۔ جس میں ایک مسئلہ ’’حدیث، اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ‘‘ کے متعلق شیخ الازہر نے فرمایا کہ یہ حدیث تلقی بالقول سے مقبول ہوگئی اور موضوع نہیں ہے۔ جبکہ ان کا موقف پہلے اس سے مختلف تھا۔ دوسرا مسئلہ آپ نے قبول کیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور آزران کے چچا کا نام تھا۔ واضح رہے کہ ان دونوں مسئلوں پر حضور تاج الشریعہ کی تحقیقی کتابیں موجود ہیں، جو مصر اور بیروت سے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ پھر اس ملاقات میں شیخ الازہر نے علمائے ہند اور علمائے مصر کے درمیان علمی ودینی رابطے پر بہت زور دیا۔ نیز کعبۃ العلوم جامعۃ الازہر شریف اور حضور تاج الشریعہ کے مؤسسہ جامعۃ الرضا کے درمیان ہر طرح کے علمی تعاون کی یقین دہانی کرائی اور ہندوستان آنے کا عہد کرتے ہوئے نہایت ہی اعزاز و اکرام کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کو آپ نے رخصت کیا۔

پھر اسی دن شام ۴؍ بجے مدینہ نصر جامعۃ الازہر کے میدان میں واقع ہال مرکز صالح عبداللہ کامل میں بین الاقوامی کانفرنس ہوئی، جس میں

جامعۃ الازہر، جامعہ عین شمس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیہ کے تقریباً ۴۵/ بڑے بڑے اساتذہ شریک تھے۔ خاص کر سابق نائب رئیس جامعۃ الازہر طٰہٰ ابوکریشہ صاحب، کلیہ اصول الدین کے رئیس قسم الفلسفہ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، کلیۃ اللغۃ العربیہ سے دکتور فتحی حجازی صاحب، عمید کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ دکتور احمد ربیع احمد یوسف، کلیۃ اللغۃ والترجمہ سے دکتور حازم احمد محفوظ صاحب اور جمال فاروق الدقاق، مجلۃ الازہر کے چیف ایڈیٹر محمود حبیب صاحب اور دیگر بڑے بڑے اساتذہ اور مشائخ طریقت نے شرکت فرمائی نیز تقریباً ساٹھ ممالک کے طلبہ (جو مختلف کلیات میں زیر تعلیم ہیں اور اپنی اپنی جنسیات کے رئیس الاتحاد بھی ہیں) نے شرکت کی جس میں علامہ جلال رضا الازہری مترجم مرکزی دارالافتاء المصر یہ نے نظامت فرمائی، پروفیسر عبدالقادر نصّار، علامہ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، علامہ سعد جاویش صاحب وغیرہ نے خطاب کیا۔ جس میں ان سبھوں نے اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت پر عائد الزامات کا دفعیہ کیا اور واضح کیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا فرقہ نہیں ہے بلکہ یہی وہ مسلک ہے جس پر صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین رہے ہیں۔ آخر میں جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری نے فصیح عربی میں ۳۵/ منٹ تک بیان فرمایا۔ آپ کی عربی

فصاحت اور علمی وفنی بیان کو سن کر سارے عرب وعجم کے جو لوگ حاضر تھے، عش عش کرتے رہے۔ اسکے بعد سوال وجواب کی نشست چلتی رہی۔ آخر میں علامہ گل محمد صاحب الازہری نے کلمات شکر ادا کیا اور اختتام پر حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کیلئے علماء وطلباء کا ہجوم ٹوٹ پڑا۔ اور سارے شیوخ یکے بعد دیگرے ملتے رہے اور تاثرات پیش کرتے رہے۔ اس کے بعد سارے حاضرین کے لئے پر تکلف طعام کا انتظام تھا۔ اس طرح یہ انٹرنیشنل کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ واضح رہے کہ برصغیر کے کسی بڑے عالم کے لئے اس طرح کی کانفرنس قاہرہ میں اپنی نوعیت کی پہلی اور منفرد کانفرنس تھی۔''

۵رمئی کو دن میں ایک بجے حضور تاج الشریعہ کی خصوصی ملاقات جامعہ ازہر کے رئیس اور صدر علامہ احمد طیب صاحب اور عرب کے بڑے عالم اور مشہور قلم کار اور مخیرّ قوم علامہ عبداللہ کامل صاحب سے ادارۃ الجامعہ میں ہوئی۔ جہاں پر حضرت موصوف کا بہت شاندار استقبال کیا گیا۔ اس ملاقات میں خاص علمی نکتوں پر بحث ہوئی اور علمائے مصر وعلمائے ہند کے درمیان توثیق علاقہ کے لئے زور دیا گیا۔ جب رئیس الجامعہ کو یہ پتہ چلا کہ حضور تاج الشریعہ کے مریدین ومعتقدین اور تلامذہ جامعہ ازہر میں تقریباً ۹۰ر کے قریب ہیں۔ تو وہ بہت مسرور ہوئے اور آخر میں انہوں

نے حضور تاج الشریعہ کو جامعہ ازہر کا خصوصی ایوارڈ ''فخر ازہر ایوارڈ'' دیا جو کبار علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے۔ جس میں عراق، لیبیا، سوڈان، الجزائر اور یمن کے طلباء نے حضور سے مسلم شریف کا درس لیا اس میں ہندوستانی، پاکستانی، بنگلہ دیشی، نیپالی اور سری لنکن طلباء بھی کثیر تعداد میں شریک تھے۔ ایک گھنٹے تک حضور نے اپنی علمی جولانیت کا لوہا عربوں سے منوالیا۔

اسی رات قاہرہ کی مشہور جگہ المقطم میں ایک محبّ اعلی حضرت اور ایک بڑے مکتبہ کے مالک دکتور محمد خالد ثابت صاحب نے حضرت اور کثیر اساتذہ کی اپنے دولت کدہ پر دعوت کی، جہاں پر علامہ یسری رشدی جامعۃ الازہر میں بخاری شریف کے مدرس اور کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ کے مفسر علامہ احمد شحاتہ وغیرہ موجود تھے۔ محفل میں حضور تاج الشریعہ نے اپنا قصیدہ سنایا اور آخر میں علامہ یسری نے کئی سوالات کئے۔ حضور موصوف نے فصیح عربی میں مدلل اور مبرہن جوابات عنایت فرمائے۔ اس علمی لیاقت اور ورع وتقویٰ کو دیکھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ علامہ یسری اور وہاں موجود سارے اساتذہ وعلما حضرت کے دست اقدس پر بیعت کیلئے ٹوٹ پڑے۔ حضور تاج الشریعہ نے سارے لوگوں کو عربی میں بیعت کیا اور اجازت حدیث اور اجازت سلاسل عطا فرمائی۔

اسی طرح ٦ رمئی کو حضور تاج الشریعہ نے قاہرہ میں اولیائے کرام

کی زیارت فرمائی۔ مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور مسجد سیدنا زینب رضی اللہ عنہا میں عصر کی نماز پڑھائی۔ اور وہاں پر بھی بیعت کا سلسلہ چلتا رہا۔ اسی طرح محدث الاسکندریہ اور مفتی الدیار المصریہ نے حضور تاج الشریعہ سے رابطہ کیا اور فون پر ہی حضرت سے انہوں نے اجازتیں حاصل کیں۔ اور دوسروں نے حضرت موصوف کی بارگاہ میں اپنی تصنیف کردہ قیمتی کتابوں کے نذرانے پیش کیے۔ اسی طرح مصر کا یہ دورہ اختتام پذیر ہوا۔ حضور تاج الشریعہ تعلیم سے فراغت کے چالیس سال بعد مصر تشریف لائے تھے مگر آپ نے ان چار دنوں میں چالیس سال کا کفارہ ادا کر دیا۔

انتھیٰ

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

☆☆☆

حسب ارشاد

☆ جناب قاری ساجد حسین رضوی صاحب (قاری بک سینٹر، مین روڈ، دھتکیڈیہہ جمشید پور)

☆ جناب محمد ساجد حسین رضوی صاحب (آزادنگر، مانگو، جمشید پور)

☆ جناب رابعہ خاتون صاحبہ (آزادنگر، مانگو، جمشید پور)

☆ سبحان انصاری صاحب (دھتکیڈیہہ، بی بلاک، لائن ۸ مکان ۳۳، جمشید پور)

یا اللہ! مندرجہ ذیل مرحومین کی مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما اور ان کے پسماندگان کے رزق میں برکتیں عطا فرما کر انہیں جہاں میں سرخروئی سے نواز۔

☆ مرحوم محمد عثمان انصاری (دھتکیڈیہہ، بی بلاک، لائن ۸ مکان، نمبر ۳۳)

☆ مرحوم پونی میاں (مقام ارو، پوسٹ سبل پور، گریڈیہہ)

☆ جناب سید منظور علی صاحب

☆ محترمہ فیروزہ بیگم صاحبہ (L-4، اسٹاکنگ روڈ، دھتکیڈیہہ، جمشید پور)

☆ الحاج مولانا کمال الدین اکمل (مہتمم مدرسہ دیار حبیب جواہر نگر روڈ 12 مانگو جمشید پور)

یا اللہ اپنے نیکوں کے صدقے جناب سید منظور علی صاحب اور مولانا کمال الدین صاحب کے مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔

☆ حافظ سید منصور علی مرحوم ☆ مرحومہ جن حسرۃ بی بی

☆ مرحوم شہدول میاں ☆ مرحومہ زیتون بی بی

ناشر: المجمع القادری فیض العلوم جمشید پور

تقسیم کار: مکتبہ جام نور

۴۲۲، مٹیا محل جامع مسجد دہلی